بچوں کے لیے
سُنہری
حکایات
محمد اسمٰعیل بدایونی
اسلامک ریسرچ سوسائٹی کراچی

سنہری حکایات

تالیف

محمد اسمٰعیل بدایونی گولڈ میڈلسٹ

ایم اے اسلامیات، ایم اے تاریخ اسلام، ایم فل

اسلامک ریسرچ سوسائٹی کراچی

03322463260

نام کتاب	سنہری حکایات
تالیف	محمد اسمٰعیل بدایونی
صفحات	۱۹۲
حسن اہتمام	فرحان احمد
اشاعت	۲۰۱۳
قیمت	۳۵۰
ناشر	اسلامک ریسرچ سوسائٹی

خط و کتابت کا پتہ

03132798801 03322463260

Ismail.budauni@gmail.com

اسلامک ریسرچ سوسائٹی کی نئی مطبوعات کے لیے دیکھیے

https://www.facebook.com/IslamicResearchSociety

فہرست

اسلامی کتب آج کے معاشرے کی اہم ضرورت

محمد اسماعیل بدایونی صاحب سے میری پہلی ملاقات ایک اسلامی محفل میں ہوئی۔ محفل کے اختتام پر ان کا تعارف میرے بڑے بھائی خواجہ رضی حیدر صاحب نے کرایا۔ پہلی ہی ملاقات میں، میں نے اسماعیل بدایونی کے بارے میں اندازہ لگا لیا کہ ان کا رجحان تحقیق کی طرف کافی ہے۔ اور آج آپ کی کتابوں (سنہری سیرت، سنہری کہانیاں اور سنہرے قصے) پڑھ کر احساس ہوا کہ واقعی بدایونی صاحب نے قرآن حکیم کا نہ صرف بغور مطالعہ کیا ہے بلکہ قرآن پاک کی آیتوں پر تحقیق بھی کی ہے۔ انہوں نے یہ کتب بچوں کے لئے لکھیں ہیں ان کتابوں کے ذریعے انہوں نے بچوں کی علمی صلاحیتوں کو بڑھانے اور انہیں اسلام سے روشناس کرانے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔

انہوں نے ان کتابوں میں اسلامی نقطہ نظر کو جامع طریقے سے پیش کرنے کی ایک مستحسن کوشش کی ہے۔ ان تمام کتب میں بچوں کی سمجھ کے مطابق ان کو چھوٹی چھوٹی باتوں سے اسلامی طور طریقوں کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ بدایونی صاحب کی یہ کتب بچوں کو تفریح کے ساتھ ساتھ قرآنِ پاک کو سمجھنے میں بھی معاونت کریں گی۔ یہ کتابیں آج کے جدید دور کو بطورِ خاص نظر میں رکھ کر لکھی گئی ہیں۔ کیوں کہ آج کے دور میں بچوں کے لئے اس قدر کچرا ہے کہ وہ اس سے سر ہی نہیں اٹھا پاتے۔ موبائل سے ہٹتے ہیں تو ٹی۔ وی دیکھنے بیٹھ جاتے ہیں۔ ٹی۔ وی سے فارغ ہوتے ہیں تو کمپیوٹر کھول لیتے ہیں۔ اور پھر گھنٹوں فیس بک، چیٹنگ اور دنیا جہاں کی اچھی بری باتیں سرچ کی جاتی ہیں۔ یہ تمام خرافات

والدین کے لئے لمحہ فکریہ ہیں۔ بدایونی صاحب کی یہ کتب (سنہری سیرت ' سنہری قصے ' سنہری کہانیاں) ان تمام والدین کے لئے جو اپنے بچوں کی ان تمام عادات سے پریشان ہیں اور انہیں یہ خرافات مہیا کر کے پشیمان ہیں ایک پیغام ہے۔ یہ سچ ہے کہ انسان کو سنوارنے میں تعلیم کا بنیادی دخل ہے۔ جس طرح اولاد کے لئے خوراک ' لباس اور رہائش کا انتظام کرنا والدین کی ذمہ داری ہے اسی طرح اس کی دینی اور دنیاوی تعلیم کا انتظام کرنا بھی والدین کی ذمہ داری ہے۔ اگر ہم اپنے بچوں کو یہ کتب اور ان جیسی کتب لا کر دیں اور ان کتب کو ان کی میز کا حصہ بنانے کے ساتھ ساتھ انہیں ان کتب کو پڑھنے کی بھی تاکید کریں تو یقیناً کوئی اچھی تبدیلی ضرور آئے گی۔

بدایونی صاحب نے مجھے یہ کتب پڑھنے کو دیں۔ میں کہاں سمندر کی کیمیائی ترکیب ' سمندری پودوں اور جانوروں پر کام کرنے والی ایک معمولی محقق خاتون اتنا اسلامی علم ہضم کر سکتی تھی۔ کیوں کہ اس کام کے لئے نہایت قوی دماغ اور مضبوط اعصاب کی ضرورت ہوتی ہے اور دراصل اسی سے بے عمل عالم اور بے علم عامل والی بحث چھڑ جاتی ہے۔ یہ کتب پڑھ کر مجھے خود بھی بہت ساری معلومات ملیں اور بہت ساری قرآن پاک کی باتیں سمجھنے کا موقع ملا جو میرے دل کے کسی گوشے میں ایک سوال کی صورت میں موجود تھیں۔ میں نے قرآن شریف کو ترجمے سے پڑھا ہوا ہے اور پڑھتی بھی رہتی ہوں اور میرے خیال میں ہر مسلمان کو قرآن شریف ترجمے کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ کیوں کہ قرآن پاک عربی زبان میں ہے۔ اور عربی زبان ہر انسان کی زبان نہیں ہوتی۔ اس لئے جب تک ہم قرآنِ پاک کو اپنی زبان میں نہیں پڑھیں گے جب تک ہم اس سے مکمل طور پر مستفید نہیں ہو سکتے۔ اس لئے مسلمان جب قرآنِ پاک عربی زبان کے ساتھ ساتھ خود

اپنی زبان میں پڑھتا ہے تو اس کو قرآنِ پاک کو سمجھنے کا زیادہ موقع ملتا ہے۔ اور اس پاک کتاب میں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بتایا ہے اس کو پڑھ کر اس کو ہدایت ملتی ہے۔ اور اپنے بہت سے مسائل کا حل مل جاتا ہے۔ رہنے سہنے کے طریقوں سے واقفیت ہو جاتی ہے۔ بدایونی صاحب نے اپنی ان کتابوں میں بچوں کو بچوں کے طریقے سے ان تمام حالات و واقعات بتانے کی کوشش کی ہے۔ جن کا ذکر قرآنِ پاک میں موجود ہے۔ ان کتابوں کو پڑھنے کے بعد قرآن پاک کی کئی باتیں کھل کر سامنے آئیں۔ بدایونی صاحب نے اپنی کتاب سنہری سیرت میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ بتائی ہے۔ میرے والد صاحب مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی کہا کرتے تھے کہ اسوۂ رسول وہ قیمتی نشانِ راہ ہے جس کی حفاظت و تقلید سے دنیاوی زندگی کی راہیں متعین ہوتی ہیں' بنتی اور سنورتی ہیں۔ اور آخرت کی منزلوں میں نہ ٹوٹنے والا سہارا حاصل ہوتا ہے۔ بدایونی صاحب کی یہ کتاب بھی یہی پیغام دیتی ہے۔ بدایونی صاحب نے یہ کتب سنہری سیرت' سنہری قصے اور سنہری کہانیاں لکھ کر اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔ اب ان کتابوں سے فائدہ اٹھانا ہمارا کام ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ان کتب کو پڑھیں اور جس قدر ان سے استفادہ ممکن ہو کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ بدایونی صاحب کو علمی دنیا میں مزید ترقی دے (آمین)۔

ڈاکٹر راشدہ قاری

ڈائریکٹر

انسٹیٹیوٹ آف میرین سائنس جامعہ کراچی

چار نہریں

یہ اُس وقت کی بات ہے جب نبی کریم ﷺ سفرِ معراج پر روانہ ہوئے تھے آپ ﷺ کے سامنے جنت کو پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے جنت میں چار نہریں دیکھیں

1۔ پانی کی نہر

2۔ دودھ کی نہر

3۔ شراب کی نہر

4 شہد کی نہر

نبی کریم ﷺ نے جبریل امین سے دریافت کیا: اے جبریل! یہ نہریں کہاں سے آرہی ہیں اور کہاں جارہی ہیں؟

جبریل امین نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ نہریں جاتی تو حوضِ کوثر میں ہیں اور مجھے نہیں معلوم آتی کہاں سے ہیں؟ آپ یہ اللہ تعالیٰ سے پوچھیئے

نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی:

اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ فرشتہ نے آپ ﷺ کی خدمت دُرود و سلام کا نذرانہ پیش کیا اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آنکھیں بند کر لیجیے پھر عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آنکھیں کھول لیجیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

میں نے دیکھا تو مجھے ایک درخت نظر آیا جو سفید موتی کا قبہ معلوم ہوتا تھا اس کا ایک سونے کا دروازہ تھا جس پر تالا لگا ہوا تھا اور وہ اتنا بڑا تھا کہ اگر تمام دنیا کے انسان اور جن جمع ہو کر اس پر بیٹھیں تو ایسا معلوم ہو گا جیسے پہاڑ پر پرندے بیٹھے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ان نہروں کو دیکھا وہ اس قبہ کے نیچے سے آ رہی تھیں یہ نظارہ دیکھنے کے بعد فرشتے نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اس قبے میں تشریف کیوں نہیں لے چلتے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس میں کیسے داخل ہوا جا سکتا ہے؟ اس پر تو تالا لگا ہوا ہے۔

فرشتے نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اس تالے کی چابی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے

نبی کریم ﷺ نے بسم اللہ شریف پڑھی تو تالا فوراً ہی کھل گیا۔

پھر نبی کریم ﷺ اس قبہ میں داخل ہو گئے تو دیکھا کہ چار نہریں اس قبہ کے چار ستونوں سے جاری ہیں اور ان چاروں ستونوں پر بسم اللہ شریف لکھی ہوئی ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میں نے غور سے دیکھا تو پانی کی نہر بسم اللہ شریف کی "میم" سے اور دودھ کی اللہ کی "ہا" سے اور شراب کی رحمٰن کی "میم" سے اور شہد کی رحیم کی "میم" سے اب مجھے معلوم ہوا کہ چار نہروں کا منبع بسم اللہ شریف ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے محبوب ﷺ جو شخص تمہاری اُمت میں ریا سے پاک ہو کر خالص نیت سے مجھ کو ان اسماء سے یاد کرے گا اور کہے گا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو میں اس کو چار نہروں سے پانی پلاؤں گا۔

روم کا بادشاہ

روم کا بادشاہ قیصر اپنے سر میں درد کی بیماری سے بہت پریشان ہو چکا تھا۔

روم کے تقریباً تمام ہی ڈاکٹر، حکیم، طبیب اس کا علاج کرنے سے عاجز آ چکے تھے

قیصر روم ،روم کے تمام معالجین سے مایوس ہو چکا تھا تھک ہار کر اس نے ایک خط امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق ؓ کو لکھا کہ میرے سر میں بہت شدید درد ہوتا ہے روم کے تمام حکیموں اور طبیبوں کو دکھا چکا ہوں مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا روم کے تمام حکیم اور طبیب میرا یہ مرض سمجھ ہی نہیں پا رہے ہیں اور تکلیف کی شدت کا کوئی علاج سمجھ نہیں آتا۔

اگر آپ کے پاس کوئی اچھا اور قابل حکیم ہو تو اسے میرے پاس روانہ کر دیجیے یا کوئی دوا موجود ہو تو ارسال کر دیجیے۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق ؓ نے قیصرِ روم کے خط کے جواب میں ایک ٹوپی بجھوا دی قیصرِ روم جب اس ٹوپی کو پہنتا تو سر کا درد رُک جاتا اور جب اس ٹوپی کو اتارتا تو سر کا درد دوبارہ شروع ہو جاتا۔

قیصر روم سخت حیران ہوا۔ وہ کبھی ٹوپی اتارتا اور کبھی ٹوپی پہنتا اس نے یہ عمل کئی بار کر کے دیکھا۔

آخر اس سے رہا نہ گیا جب اس نے ٹوپی کو کھولا تو اس میں سے ایک کاغذ ملا جب اس نے اس کاغذ کو کھولا تو اس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا۔

سانپ اور بچھو کی موت

سیدنا ذالنّون مصری بہت بڑے اللہ کے ولی گزرے ہیں۔ایک دن آپ دریائے نیل کے کنارے تشریف لے جارہے تھے خود فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عجیب منظر دیکھا ایک بچھو بڑی تیزی سے دوڑتا ہوا دریا کے کنارے آیا۔

میں ابھی اس بچھو کو دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک مینڈک کنارے پر نمودار ہوا اور یہ بچھو اس کی پیٹھ پر سوار ہو گیا اور مینڈک اس کو اپنی پیٹھ پر سوار کر کے دریا کو عبور کرنے لگا میں بھی کشتی میں سوار ہو کر پیچھے پیچھے چل دیا کہ دیکھوں یہ کیا ماجرا ہے؟

بچھو دریا سے نکل کر پھر دوڑنے لگا میں بھی اس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔

آخر بچھو ایک نوجوان جو درخت کے نیچے آرام کر رہا تھا اس کے قریب پہنچ کر رک گیا اور پھر میں نے دیکھا کہ ایک زہریلا سانپ تیزی کے ساتھ درخت سے نیچے اتر رہا ہے تاکہ اس سوئے ہوئے نوجوان کو ڈس لے

اس سے پہلے کہ سانپ نوجوان کو ڈستا بچھو اور سانپ میں شدید لڑائی شروع ہو گئی۔

بچھو اور سانپ نے ایک دوسرے کو خوب ڈسا، بالآخر دونوں مر گئے اور اس نوجوان کی جان بچ گئی۔

سورہ فاتحہ کی فضیلت

قرآن کریم کی ابتداء سورہ فاتحہ سے ہوتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ سورت تورات میں ہوتی تو موسیٰ علیہ السلام کی قوم کبھی یہودیت کی طرف نہیں جاتی اور اگر یہ سورت انجیل میں ہوتی تو عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کبھی بھی عیسائیت کی طرف نہیں جاتی اور اگر زبور میں ہوتی تو داؤد علیہ السلام کی قوم کو مسخ نہیں کیا جاتا۔

پس جس نے اس سورت کو پڑھا اللہ تعالیٰ اُسے اتنا دے گا کہ گویا اس نے سارا قرآن پڑھا ہے اور گویا اس نے تمام مومنین مرد و عورت پر صدقہ و خیرات کیا ہے۔

حروفِ مقطعات کا علم

حروفِ مقطعات اس کا حقیقی علم صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ہے

ایک دن جبریل امین حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں " کھیعص " وحی لے کر حاضر ہوئے۔

اور کہا: "ک"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: علمت میں نے جان لیا

پھر جبریل امین نے عرض کی:

"ھا"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: علمت میں نے جان لیا

پھر جبریل امین نے عرض کی:

"یا"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: علمت میں نے جان لیا

پھر جبریل امین نے عرض کی:

"ع"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: علمت میں نے جان لیا

پھر جبریل امین نے عرض کی:

"ص"

جبریل امین نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اس کے معنی کا مجھے علم نہیں

یہ ہے ہمارے پیارے نبی ﷺ کی شان کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا علم

عطا فرمایا ہے۔

سائل بارگاہ رسالت میں

ہمارے پیارے نبی ﷺ کی مبارک اور بابرکت محفل سجی ہوئی تھی صحابہء کرام پروانوں کی طرح آپ ﷺ کے گرد جمع تھے اور علم و عرفان کے موتیوں کو اپنے اپنے دامن میں سمیٹ رہے تھے کہ ایک شخص سفید پوشاک پہنے ہوئے حاضر ہوا۔

صحابہؓ کرام نے اس شخص کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا کہ نہ تو وہ شخص مدینے کا رہائشی معلوم ہوتا تھا اور نہ ہی کوئی مسافر معلوم ہوتا تھا اس لیے کہ اس کے چہرے پر سفر کی تھکن کے کچھ آثار بھی نہیں تھے۔

اس مجلس میں جتنے لوگ بیٹھے تھے ان میں اس کا کوئی رشتہ دار بھی موجود نہیں تھا۔

وہ شخص بڑے ادب کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور ادب کے ساتھ آپ ﷺ کے قریب بیٹھ گیا۔

اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اسلام کیا شے ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک اور مجھے اس کا رسول برحق ماننا اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا اگر مال واسباب رکھتا ہو۔

اُس شخص نے جواب سن کر کہا:

صدقت یارسول اللہ ﷺ!

اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے سچ فرمایا:

سیدنا عمر فاروق ﷛ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس شخص کے سوال اور پھر اس کی تصدیق پر بڑا تعجب ہوا

اُس شخص نے پھر عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ایمان کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر اور مرنے کے بعد زندہ ہونے اور جنت و دوزخ پر اور تقدیر پر ایمان لانا۔

اُس شخص نے جواب سن کر کہا:

صدقت یارسول اللہ ﷺ !

اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے سچ فرمایا:

اُس شخص نے پھر عرض کی: یارسول اللہ ﷺ احسان کے متعلق بھی کچھ ارشاد فرمایئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو جیسے تم اُسے دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از کم اتنا خیال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اُس شخص نے جواب سن کر کہا:

صدقت یارسول اللہ ﷺ !

اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے سچ فرمایا:

اُس شخص نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ ! قیامت کب آئے گی؟

آپ ﷺ نے فرمایا: جس سے سوال ہو رہا ہے وہ سائل اس معاملے میں زیادہ عالم نہیں۔

پھر اس شخص نے کہا: یارسول اللہ ﷺ ! قیامت کی علامات تو بیان کر دیجیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

قرب قیامت میں لونڈی اپنے سردار کو جنے گی۔

ننگے جسم اور ننگے پاؤں والے اور چرواہے تنگدست اپنی اپنی عمارتوں پر نازاں ہوں گے

اُس شخص نے جواب سن کر کہا:

صدقت یارسول اللہ ﷺ !

اے اللہ کے رسول ﷺ آپ نے سچ فرمایا

پھر وہ شخص وہاں سے چلا گیا۔

کچھ دیر کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا

اے عمر! جانتے ہو یہ شخص کون تھا؟

حضرت عمرؓ نے عرض: کی یارسول اللہ ﷺ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جبریل امین تھے یہ یہاں اس لیے آئے تھے تاکہ تمہیں دین کی باتیں سکھا سکیں اور یہ میرے پاس جس صورت میں بھی آتے ہیں میں انہیں پہچان لیتا ہوں اور اب بھی میں نے انہیں پہچان لیا تھا۔

کامل نماز

زہد و تقوے کی دنیا میں حاتم زاہد کا نام بہت مشہور ہے۔
ایک دن آپ عاصم بن یوسف کے پاس تشریف لے گئے۔
عاصم بن یوسف نے حاتم زاہد سے پوچھا اے حاتم ! تم نے کبھی نماز کی ادائیگی اچھے طریقے سے کی ہے؟
حاتم زاہد نے فرمایا: جی ہاں!
عاصم بن یوسف نے پوچھا وہ کیسے ؟
حاتم بن زاہد نے کہا کہ جب نماز کا وقت قریب ہوتا ہے تو کامل وضو کر کے نماز پڑھنے کے مقام پر پہنچ جاتا ہوں اور اطمینان سے نماز پڑھنا شروع کر دیتا ہوں اور نماز کی نیت باندھنے سے پہلے یہ خیال دل و نگاہ کے سامنے ہوتا ہے کہ میں کعبہ کے سامنے ہوں اور مقام ابراہیم سینے کے بالمقابل ہے اور اللہ تعالیٰ میرے دل کو ملاحظہ فرما رہا ہے اور میرے قدم پل صراط پر ہیں اور جنت میرے سیدھے ہاتھ پر ہے اور دوزخ میرے الٹے ہاتھ پر ہے اور ملک الموت میرا پیچھا کر رہے ہیں اور یہی تصور کرتا ہوں کہ یہ نماز میری آخری نماز ہے
پھر تکبیر کہتا ہوں احسان کی۔

اور قرأت کرتا ہوں تفکر کی

اور رکوع کرتا ہوں تواضع کا

اور سجدہ کرتا ہوں خشوع و خضوع کا

اور پھر قعدہ کرتا ہوں اتمام کا

اور پھر تشہد پڑھتا ہوں رجاء کی

پھر ایک سلام پھیرتا ہوں سنت پر اور دوسرا اخلاص پر

پھر قیام کرتا ہوں خوف ورجاء کے درمیان

پھر صبر پر پابند ہوں

عاصم بن یوسف نے پوچھا اے حاتم! تم ایسے نماز ادا کرتے ہو؟

حاتم زاہد نے کہا ایسے نماز ادا کرتا ہوں نہ صرف ایک بار بلکہ تیس سال کامل ہو گئے۔

عاصم بن یوسف رو پڑے اور کہنے لگے ہائے افسوس میں ایسی نماز کبھی ادا نہ کر سکا

خوشحالی کاراز

گئے دنوں کی بات ہے اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر کو ان کی قوم کے ایک شخص کے متعلق وحی بھیجی کہ اس شخص کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے اس کی آدھی زندگی تنگدستی میں گزرے گی اور آدھی عمر خوشحالی میں گزرے گی۔

اللہ تعالی کے پیغمبر نے اپنی امت کے اس شخص کو بلایا اور فرمایا: تمہارے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے کہ تمہاری آدھی زندگی تنگ دستی میں گزرے گی اور آدھی زندگی فراخی میں گزرے گی۔

اب تمہیں ایک بات کا اختیار ہے تم چاہو تو شروع کی آدھی زندگی خوش حال گزار لو یا پھر شروع کی آدھی زندگی تنگدستی کے ساتھ گزار لو۔

اب تم یہ بتاؤ کہ تم شروع کی زندگی خوشحالی میں گزارنا چاہتے ہو یا تنگ دستی میں؟

اس شخص نے ساری بات بہت توجہ سے سُنی اور عرض کی:

اے اللہ کے نبی! اگر مجھے اجازت ہو تو میں اپنی بیوی سے مشورہ کرلوں۔

اللہ کے نبی نے فرمایا: ہاں! تم مشورہ کر سکتے ہو

وہ شخص واپس اپنے گھر آیا اور تمام صورتِ حال سے اپنی بیوی کو آگاہ کیا اور اس سے پوچھا:

نیک بخت ! ہمیں پہلے خوشحالی اختیار کرنی چاہیے یا تنگدستی کو پہلے اختیار کرنا چاہیے ؟

اس معاملے میں تمہاری رائے کیا ہے ؟

بیوی نے کہا: سرتاج ! پہلے دولت مندی اور خوشحالی کی تمنا ظاہر کرو اور دولت مندی اور خوشحالی کو اختیار کر لو۔

شوہر نے بیوی کا مشورہ سُنا اور کہا: نیک بخت !

میرا خیال یہ ہے کہ پہلے تنگدستی اور غریبی ہونا چاہیے کیونکہ سکھ کے بعد دکھ مصیبتِ عظیم ہے اور دکھ کے بعد سکھ نعمتِ عظمیٰ اور راحت کا باعث ہے اگر ہم پہلے خوشحالی کو اختیار کرتے ہیں اور بعد میں غربت اور تنگدستی ہو تو ایک مسئلہ یہ ہوگا کہ پھر ہم سے غریبی، تنگ دستی برداشت نہیں ہوگی کیونکہ ہمیں تو آسائش میں رہنے اور خوشحالی میں زندگی بسر کرنے کی عادت ہو چکی ہوگی۔ اب اگر ہم پہلے آدھی زندگی کے لیے تنگدستی کو ترجیح دیں تو باقی آدھی زندگی خوشحالی میں گزرے گی اور یہ ہمارے لیے راحت کا سبب بن جائے گی۔

بیوی نے کہا: سرتاج ! آپ بالکل بجا فرما رہے ہیں کہ "سکھ کے بعد دکھ مصیبتِ عظیم ہے اور دکھ کے بعد سکھ نعمتِ عظمیٰ اور راحت کا باعث ہے" لیکن آپ میرے کہنے پر عمل کر لیجیے۔

وہ شخص دوبارہ اللہ کے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اپنی شروع کی آدھی زندگی خوشحالی اور دولت مندی کے ساتھ گزارنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

اللہ کے نبی علیہ السلام نے اس کے حق میں دعا فرمائی اور وہ شخص صاحبِ ثروت، دولت مند، اور خوشحال ہو گیا۔ ہر طرف دولت کی ریل پیل ہو گئی تو اس شخص کی بیوی نے اُس سے کہا:

سرتاج ! اگر آپ اس دولت میں اضافہ چاہتے ہیں تو اسے اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر خرچ کریں۔

اس شخص نے اپنی بیوی کے مشورے پر عمل کیا اب جب وہ شخص اپنے لیے کپڑا خریدتا تو دوسرا کسی مسکین کے لیے بھی خرید لیتا۔۔۔ اگر اپنے گھر کے لیے راشن لیتا تو کسی غریب کے لیے بھی راشن لے لیتا ۔۔۔ اپنے لیے کوئی بھی چیز لیتا تو کسی مسکین، غریب اور ضرورت مند کے لیے بھی وہ ہی اشیاء لے لیتا اس طرح اس شخص کی آدھی زندگی خوشحالی میں گزر گئی۔

جب اس شخص کی آدھی زندگی خوشحالی میں گزر گئی تو اب باقی آدھی زندگی تنگ دستی اور غربت میں گزارنے کا وقت آ گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی طرف وحی بھیجی اس بندے کی آدھی زندگی خوشحالی میں گزر چکی ہے اور باقی زندگی غربت اور تنگ دستی میں گزارنے کا وقت آ گیا ہے لیکن اس کو خوشخبری سُناؤ کہ اس کی باقی زندگی بھی خوشحالی اور راحت و آسائش میں گزرے گی کیونکہ اس شخص نے میری نعمتوں کا شکر ادا کیا ہے اور جو شکر ادا کرتا ہے میں اُسے نعمت زیادہ دیتا ہوں۔

سبق ! اس لیے ہم سب کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ضرور ضرور خرچ کرنا چاہیے اور غریبوں، مسکینوں اور یتیموں اور ضرورت مندوں کا خیال رکھنا چاہیے اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور ہمارے رزق میں اضافہ بھی ہوتا ہے اور ہمیں ثواب بھی ملتا ہے اور آخرت کے بینک میں ہماری نیکیاں بھی جمع ہوتی رہتی ہیں

دس دھوکے

بزرگانِ دین فرماتے ہیں: دس آدمی بہت بڑے دھوکے میں ہیں۔

1۔ایک وہ شخص جسے یقین ہو کہ میرا خالق اللہ تعالیٰ ہے مگر وہ اس کی عبادت سے قاصر ہے۔

2۔دوسرا وہ شخص جسے یقین ہو کہ اس کا رزّاق اللہ تعالیٰ ہے مگر وہ اس سے غیر مطمئن ہو۔

3۔تیسرا وہ شخص جسے یقین ہے کہ دنیا فانی ہے مگر اس پر سہارا کرتا ہے۔

4۔چوتھا وہ شخص جسے یقین ہے کہ میرے ورثاء میرے دشمن ہیں مگر ان کے لیے مال جمع کر رہا ہے۔

5۔ پانچواں وہ شخص جسے یقین ہو کہ موت اُسے ہر گز نہیں چھوڑے گی مگر اس کی تیاری نہیں کر رہا۔

6۔ چھٹا وہ شخص جسے یقین ہو کہ اس کا رہنا سہنا قبر میں ہو گا مگر وہ اس کی تعمیر نہیں کرتا

7۔ ساتواں وہ شخص ہے کہ اُسے یقین ہے کہ اس کا حساب لینے والا ایک ایک پائی کا حساب لے گا مگر وہ اپنے حساب کو درست نہیں رکھتا (یعنی حرام، حلال کا خیال نہیں رکھتا)

8۔ آٹھواں وہ شخص ہے کہ اسے یقین ہے کہ پل صراط سے گزرنا ہو گا مگر وہ اپنے گناہوں کے بوجھ کو ہلکا نہیں کرتا۔

9۔ نواں وہ شخص ہے جسے یقین ہے کہ دوزخ فاجروں کا مقام ہے مگر وہ اس سے نہیں بھاگتا۔

10۔ دسواں وہ شخص ہے جسے یقین ہے کہ جنت نیک لوگوں کا مقام ہے مگر اس کے لیے نیک عمل نہیں کرتا۔

بادشاہت کا راز

بہت پرانے زمانے کی بات ہے بنی اسرائیل کے ایک ملک میں ایک نوجوان بادشاہ حکومت کیا کرتا تھا۔

ایک دن بادشاہ نے دربار میں اجلاس طلب کیا۔

تمام وزراء، امراء، مشیرانِ سلطنت اور انتظامیہ کے ذمہ داران دربار میں حاضر ہو گئے۔

جب سب جمع ہو گئے تو بادشاہ نے اُن سے کہا: اے میرے وزیرو ! مشیرو!

میں بادشاہی میں بڑی لذّت پاتا ہوں مجھے اس بادشاہت میں بڑا لطف ملتا ہے۔

کیا تم لوگوں کو بھی میرے ساتھ بادشاہت میں لطف آتا ہے؟

تمام وزیروں اور مشیروں نے ہاتھ باندھ کر ادب سے کہا:

بادشاہ سلامت ! ہمیں آپ کے سبب سے جو اختیارات ملے ہیں یقیناً ہم بھی لطف اندوز ہوتے ہیں۔

بادشاہ نے کہا: تو اے میرے وزیرو! اور مشیرو! پھر مجھے کوئی ایسا مشورہ دو کہ یہ بادشاہی مجھ سے کبھی نہ چھنے اور میں ہمیشہ کے لیے بادشاہ رہوں۔

اُن سب لوگوں نے بادشاہ سے کہا:

بادشاہ سلامت! ایک تجویز ہے۔

بادشاہ نے پوچھا وہ کیا؟

اُنہوں نے کہا: وہ یہ کہ آپ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سر گرم رہیں اور اس کی نافرمانی سے کنارہ کش ہو جائیں۔

بادشاہ سلامت نے اس تجویز کو قبول کیا اور شہر کے تمام علماء، صلحاء کو بلایا اور اُن سے کہا کہ تم لوگ میرے نگران رہو اور یہ دیکھتے رہو کہ میں کوئی کام بُرا تو نہیں کر رہا، جو کام نیک ہوں اس کا مجھے حکم دو اور جو کام برے ہوں اُن سے مجھے روکو۔

اب ان علماء اور صلحاء نے ایسا ہی کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی نیکی کے سبب سے اس کی بادشاہت میں برکت عطا کی اور یہ کئی سال تک بادشاہت کرتا رہا یہاں تک کہ اس کی بادشاہت کے زمانے کو چار سو سال گزر گئے۔

ایک دن یہ اپنے دربار میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا کہ شیطان انسانی بھیس میں اس کے پاس آیا اور بادشاہ سے کہنے لگا:

آپ کون ہیں؟

بادشاہ نے کہا کہ میں بنی نوع انسان میں سے ایک انسان ہوں۔

شیطان جو انسان کے روپ میں آیا تھا کہنے لگا نہیں

اگر آپ بنی نوع انسان میں سے ایک انسان ہوتے تو دیگر انسانوں کی طرح آپ بھی مر چکے ہوتے آپ کو موت نہیں آئی لہذا آپ انسان نہیں معبود ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ آپ اپنی رعایا سے اپنی پوجا کروائیں۔

شیطان نے بڑی مکاری کے ساتھ بادشاہ کو ایسا ورغلایا کہ بادشاہ اس کے کہنے میں آگیا

ایک دن بادشاہ منبر پر کھڑا ہوا اور اپنی رعایا سے خطاب کرتے ہوئے کہنے لگا:

اے لوگو!

اب تک جو بات میں نے تم سے چھپائے رکھی تھی اس کے اظہار کا وقت آ گیا ہے۔

میں اب تک تمہارا بادشاہ بنا رہا لیکن در حقیقت میں تمہارا بادشاہ نہیں بلکہ تمہارا رب ہوں کیونکہ اگر میں معبود نہ ہوتا تو دیگر انسانوں کی طرح اب تک میں بھی مر چکا ہوتا لہذا اس سے ثابت ہوا کہ میں انسان نہیں ہوں بلکہ خدا ہوں لہذا آج سے میری تمام رعایا میری پوجا کیا کرے۔

اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی کو وحی بھیجی کہ اس بادشاہ کو تنبیہ کرو میں نے اس شخص کو بادشاہی اس لیے دے رکھی تھی کہ اس نے میری عبادت سے منہ نہیں پھیرا تھا اور میری اطاعت سے منہ نہیں موڑا تھا اب جب اس نے میری عبادت اور میری اطاعت سے منہ پھیر لیا ہے تو میں بھی اس سے بادشاہی چھین کر اس پر بخت نصر بادشاہ کو مسلط کرتا ہوں۔

پھر ایسا ہی ہوا اور اللہ تعالیٰ نے بخت نصر بادشاہ کو اس پر مسلط کر دیا جس نے اس کی گردن مار دی اور اس کے خزانے کو بھی لوٹ کر لے گیا۔

سبق! اگر ہم اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری عمر میں ہمارے رزق میں برکت عطا فرمائے گا اور ہمیں قوت و طاقت بھی عطا کرے گا اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم کو کبھی زوال نہ آئے تو ہمیں چاہیے کہ ہم زندگی اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزاریں۔

امانت

ایک بزرگ کے درس میں ایک نوجوان بھی شریک ہوا کرتا تھا اس نوجوان کی یہ بڑی خواہش تھی کہ وہ بزرگ جو اس کے استاد تھے اللہ تعالیٰ کے رازوں میں سے کسی ایک راز سے اسے بھی آگاہ کر دیں۔

اُستاد نے اس نوجوان سے کہا:

اسرارِ الٰہی کے راز سے ہر کسی کو آگاہ نہیں کیا جا سکتا اُس وقت تک جب تک وہ امین نہ ہو

اس نوجوان نے پورے اعتماد کے ساتھ کہا:

یا شیخ!

آپ مجھے آزما لیجیے میں امانت دار ہوں اور راز کو سینے میں چھپا سکتا ہوں۔

نوجوان کا اصرار دن بدن بڑھتا جا رہا تھا۔

جب اس کا اصرار روز بروز بڑھتا گیا تو استاد نے اس کا امتحان لینے کا ارادہ کیا۔

ایک دن استاد نے اس کے ایک ہم جماعت کو گھر بلایا اور اسے دوسرے کمرے میں چھپا دیا اور مینڈھے کو ذبح کر کے اس صندوق میں رکھ دیا اسی دوران معمول کے مطابق وہ امین ہونے کا دعوے دار شاگرد بھی آ گیا

اب جب اس نے دیکھا کہ استاد صاحب کے کپڑے خون آلودہ ہیں ہاتھ میں چھری ہے تو بڑا حیران ہوا اور کہنے لگا:

استاد محترم ! یہ ماجرا کیا ہے ؟ آپ کے ہاتھ خون آلود ہو رہے ہیں آپ کے کپڑوں پر بھی خون لگا ہوا ہے۔

استاد نے کہا کہ آج مجھے فلاں طالبِ علم پر بہت شدید غصّہ آگیا تھا، غصّہ میں آکر میں نے اس طالبِ علم کو قتل کر دیا (استاد صاحب کی اس کے قتل سے مراد اس کی خواہشاتِ نفس تھی) اس امین ہونے کے دعوے دار طالبِ علم نے سمجھا کہ اس صندوق میں اُسی طالبِ علم کی نعش ہے۔

پھر اُستاد نے اس شاگرد سے کہا: اے میرے عزیز!

اس راز کو اپنے سینے میں پوشیدہ رکھنا اور اس مقتول شاگرد کے صندوق کو جو کہ میرے سامنے ہے میرے گھر کے صحن میں دفن کر دو۔

اس تمام کاروائی کا مقصد اس نوجوان کا امتحان لینا تھا کہ یہ امین ہے یا نہیں

اب یہ نوجوان اُستاد کے گھر سے نکلا اور اس لڑکے کے باپ سے کہنے لگا کہ آپ کے بیٹے کو ہمارے استاد صاحب نے غصّہ میں آکر قتل کر دیا ہے اور گھر کے صحن میں اس کی نعش ایک صندوق میں بند کر کے دفن کر دی ہے۔

تھوڑی ہی دیر میں یہ بات پہنچتے پہنچتے حاکم وقت تک بھی جا پہنچی۔

حاکمِ وقت ان بزرگ سے بہت اچھے طریقے سے واقف تھا لیکن انصاف کے تقاضے تو پورے کرنے تھے حاکمِ وقت نے قاضی کو ان کی جانب روانہ کر دیا اور تفتیش شروع ہو گئی۔

قاضی صاحب نے اس شاگرد کی بتائی ہوئی جگہ پر جب کھدائی کی تو وہاں سے واقعی ایک صندوق برآمد ہوا۔

وہ شاگرد اس صورتِ حال کو دیکھ کر بڑا خوش ہوا اور استاد صاحب کو برا بھلا کہنے لگا۔

اب جب صندوق کو کھولا گیا تو اس میں سے ذبح شدہ مینڈھا نکلا اور اسی گھر سے وہ لڑکا صحیح سلامت باہر آگیا۔

اب اس شاگرد کو سخت شرمندگی اٹھانا پڑی اور وہ بہت نادم ہوا مگر اب ندامت کا کیا فائدہ

مہلت

پرانے زمانے کی بات ہے ایک ظالم و جابر بادشاہ نے ایک شاندار محل تعمیر کروایا اس کی آرائش پر حد سے زیادہ روپیہ خرچ کر ڈالا یہاں تک کہ وہ محل اس وقت کے عجائبات میں شمار ہونے لگا

بادشاہ نے قسم کھائی کہ اگر اس کے محل کو کسی نے بھی بری نظر یا ٹکٹکی باندھ کر دیکھا تو وہ اس کو قتل کر دے گا پھر اس نے اس جرم میں کئی لوگوں کو قتل بھی کر ڈالا

ایک نیک صالح شخص نے بادشاہ سے کہا: بادشاہ سلامت!

یہ ظلم و جبر آپ کو زیب نہیں دیتا اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر یہ ظلم نہ کرو یہ محل ہمیشہ نہیں رہے گا مگر تمہارا یہ جرم ہمیشہ کے لیے تمہارے ساتھ ہو جائے گا توبہ کرو اور اس گناہ سے باز آ جاؤ مگر بادشاہ اپنی روش سے باز نہیں آیا اس نیک شخص نے بھی شہر سے دور اپنی ایک جھونپڑی تیار کی اور اسی میں رات دن عبادت میں مصروف ہو گیا۔

بادشاہ محل میں عیش و عشرت کی زندگی گزارتا رہا یہاں تک کہ اس کی زندگی کا آخری دن آ گیا۔

ملک الموت ایک حسین و جمیل نوجوان کی شکل میں تشریف لائے اور اس بادشاہ کے خوب صورت محل کے ارد گرد گھومنے لگے اور بار بار اس خوب صورت محل کو دیکھنے لگے جس کا مکین چند لمحوں کے بعد اس محل سے نکال کر قبر کی مٹی میں دفن کر دیا جائے گا۔

اسی دوران کسی نے بادشاہ کو اطلاع دی ایک نوجوان محل کو گھور گھور کر دیکھ رہا ہے۔

بادشاہ نے کہا: یا تو یہ کوئی پاگل معلوم ہوتا ہے یا پھر کوئی اجنبی مسافر ہے ایک سپاہی کو بھیجا کہ جاؤ اس کو گرفتار کر کے لے آؤ۔

سپاہی گرفتار کرنے کے ارادے سے آگے بڑھا ہی تھا کہ ملک الموت نے اس کی روح قبض کر لی۔

ایک کے بعد ایک سپاہی آتا اور ملک الموت اس کی روح قبض کر لیتے یہاں تک بادشاہ کے کئی سپاہی مر گئے۔

بادشاہ غصّے میں آگیا اور خود تلوار لے کر اس نوجوان کو قتل کرنے کے لیے نکل پڑا اور ملک الموت سے کہنے لگا کیا تجھے موت سے ڈر نہیں لگتا؟ ایک تو، تو میرے محل کے گرد گھوم پھر رہا ہے پھر اوپر سے تو نے میرے کئی سپاہی بھی مار ڈالے۔

ملک الموت نے کہا: اے بادشاہ! ذرا دیکھ! میں کون ہوں؟

میں ملک الموت ہوں۔

یہ سن کر بادشاہ کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے اور تلوار ہاتھ سے گر پڑی اور کہا ہاں میں نے آپ کو پہچان لیا یہ کہہ کر واپس ہونے لگا۔

ملک الموت نے فرمایا: کہاں جا رہے ہو؟ اے ظالم و جابر بادشاہ! اب تو تم کو قبر میں جانا ہے بادشاہ نے کہا: بس ایک منٹ کی مہلت دے دو تاکہ میں اپنے اہل و عیال کو کچھ وصیت کر لوں۔

ملک الموت نے کہا کہ اب تک کہاں تھے؟ اب کوئی فرصت نہیں اور روح قبض کر لی یہاں سے نکلنے کے بعد ملک الموت اس نیک اور صالح شخص کے پاس پہنچے اور ظالم و جابر بادشاہ کی موت کا سارا قصّہ سنایا اسی دوران اس نیک شخص کی روح بھی قبض کرنے کا حکم آگیا۔

ملک الموت نے اس نیک شخص کو بتایا کہ اب آپ کی روح قبض کرنے کا بھی حکم آگیا ہے۔

اس نیک شخص نے ضرور سر آنکھوں پر اگر مہلت عنایت ہو سکے تو گھر جا کر اپنے اہل و عیال سے مل سکتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم دیا اس نیک اور صالح شخص کو مہلت دے دو۔

چنانچہ انہیں مہلت دے دی گئی ابھی چند قدم ہی آگے گئے تھے کہ نادم ہوتے ہوئے واپس پلٹے اور ملک الموت سے کہنے لگے مجھے ڈر ہے کہ میں گھر جاؤں اور کسی ایسے کام کو کر بیٹھوں جو میرے رب کو پسند نہ ہو اللہ تعالیٰ میرے عیال کا مالک ہے وہ مجھ سے بہتر جانتا ہے آیئے اور روح قبض کر لیجیے۔

سبق ! اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ موت کسی بھی وقت اچانک آسکتی ہے ہمیں اپنی موت کے لیے تیار رہنا چاہیے اور ظلم و ستم سے بچنا چاہیے نہ جانے کس وقت ملک الموت آجائیں اور ہماری روح قبض کر کے لے جائیں یہ دولت یہ طاقت، یہ محلات سب کے سب دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے اعمال پیش ہوں گے لہذا ہمیں زیادہ سے زیادہ نیک کام کرنے چاہیے۔

مکھی کی وجہ تخلیق

ایک دفعہ کا ذکر ہے مامون بادشاہ خطبہ دے رہا تھا کہ ایک مکھی نے بادشاہ کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔

بادشاہ مکھی کو ہاتھ سے اڑاتا لیکن مکھی دوبارہ آجاتی، بار بار ایسا ہی ہوتا رہا مکھی باز نہ آئی، یہاں تک کہ بادشاہ کو خطبہ روکنا پڑا۔

جب بادشاہ نماز سے فارغ ہوا تو اس نے ابو ہذیل کو بلایا اور اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مکھیوں کو کیوں پیدا کیا ہے؟

ابو ہذیل نے کہا: اس لیے کہ سرکش باشاہوں کو ٹھیک کرے۔

مامون یہ سن کر لاجواب ہو گیا۔

ظالم کا آخری انجام

حضرت مالک بن دینار کے عہد کا واقعہ ہے ایک شخص بادشاہ کا ملازم ہو گیا۔

اب جب وہ بادشاہ کا ملازم ہو گیا تو اس نے لوگوں کو ستانا اپنا معمول بنا لیا، جھوٹی سچی شکایتیں کرتا خلقِ خدا اس سے سخت پریشان تھی۔

ایک دفعہ خدا کا کرنا یہ ہوا کہ یہ شخص شدید بیمار ہو گیا اس حالت میں اس نے منت مانی کہ اگر مجھے اس بیماری سے آرام آ گیا تو میں بادشاہ کی ملازمت ہی چھوڑ دوں گا نہ ہو گا بانس نہ بجے گی بانسری نہ میں بادشاہ کا ملازم رہوں گا نہ لوگ میری وجہ سے پریشان ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دے دی۔

لیکن اس نے تندرست ہوتے ہی اپنا عہد بھلا دیا اور پہلے سے زیادہ لوگوں پر ظلم کرنے لگا خلقِ خدا کو پریشان کرنے لگا۔

کچھ دنوں کے بعد یہ دوبارہ پہلے سے بھی زیادہ بیمار پڑ گیا۔

اب پھر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے لگا گڑگڑانے لگا اے اللہ ! اب مجھے صحت دے دے میں تیری مخلوق کو تنگ نہیں کروں گا اور بادشاہ کی ملازمت چھوڑ دوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کو پھر شفا دے دی۔

لیکن اس نے تندرست ہوتے ہی پہلے کی طرح اپنا عہد بھلا دیا اور پہلے سے زیادہ لوگوں پر ظلم کرنے لگا خلقِ خدا کو پریشان کرنے لگا۔

اب تو یہ اس کا معمول بن گیا جب بیمار ہوتا یہ عہد کرتا کہ بادشاہ کی ملازمت ہی چھوڑ دوں گا اور جب تندرست ہو جاتا تو عہد توڑ دیتا۔

لیکن اس دفعہ جب بیمار ہوا تو پھر وہی عہد کرنے لگا۔

اے اللہ!

مجھے صحت دے دے مجھے تندرست کر دے۔ میں اب تیری مخلوق کو تنگ نہیں کروں گا، بادشاہ کی نوکری ہی چھوڑ دوں گا۔

لوگ اس کی عیادت کرنے آرہے تھے حضرت مالک بن دینار بھی اس شخص کی عیادت کے لیے گئے اور کہا: بھائی! کچھ نذر مان لو اور اللہ تعالیٰ سے پختہ وعدہ کرو کہ آئندہ ہرگز ظلم نہیں کروگے اور بادشاہ کی ملازمت سے استعفیٰ دے دوگے۔

ابھی حضرت مالک بن دینار اس شخص کو نصیحت کر ہی رہے تھے کہ ایک آواز سُنائی دی اے مالک! ہم نے اسے بارہا آزمایا ہے اب اس کی نذر کوئی فائدہ نہیں دے گی یہ بہت جھوٹا ہے چنانچہ وہ شخص اسی حالت میں مر گیا۔

نیکی

بنی اسرائیل میں ایک شخص نے بکری کے سامنے اس بکری کے بچے کو ذبح کیا تو فوراً ہی اس کا ہاتھ مفلوج ہو گیا ابھی اسی حالت میں بیٹھا تھا کہ ااس نے دیکھا قریب میں ایک چڑیا کا گھونسلہ ہے اور اس میں سے چڑیا کا بچہ گر گیا ہے اور چڑیا اپنے بچے کے نیچے گر جانے پر تڑپ اٹھی ہے اور بچے کے ارد گرد گھوم رہی ہے اس شخص نے چڑیا کا بچہ اٹھایا اور اسے واپس گھونسلے میں رکھ دیا

اللہ تعالیٰ نے اسے اس نیکی کی وجہ سے شفا عطا کر دی اور اس کا ہاتھ جو بکری کے سامنے بکری کے بچے کو ذبح کرنے کی وجہ سے مفلوج ہو گیا تھا تندرست ہو گیا۔

سبق ! اس واقعہ سے ہمیں ایک سبق یہ ملتا ہے کہ جانور کے سامنے اس کے بچے کو ذبح نہ کریں بلکہ بقر عید میں بھی ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح کرنے سے منع کیا ہے۔

دوسرا سبق یہ ملتا ہے کہ نیکی کرنے سے خطائیں معاف ہو جاتی ہیں اس لیے ہمیں خوب خوب نیکیاں کرنا چاہیے۔

سچ ہے نیکیاں خطاؤں کو مٹا دیتی ہیں۔

دانا بچہ

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں ایک راستے سے گزر رہا تھا کہ میں نے دیکھا ایک لڑکا مٹی سے کھیل رہا ہے وہ لڑکا کھیلتے کھیلتے کبھی ہنسنے لگتا اور کبھی رونے لگتا۔

میں نے ارادہ کیا کہ اسے السلامُ علیکم کہوں لیکن میرے نفس نے کہا: تو اتنا بڑا آدمی ہے تم اتنے چھوٹے بچے کو سلام کرو یہ تمہارے شایانِ شان نہیں ہے۔

میں نے اپنے نفس سے کہا: اے نفس ! تجھے کیا معلوم نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر چھوٹے بڑے کو السلامُ علیکم فرماتے تھے۔

میں نے لڑکے کو سلام کیا۔

لڑکے نے کہا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ یا مالک بن دینار !

مجھے اس لڑکے پر حیرت ہوئی میں نے اس لڑکے سے پوچھا: تم نے مجھے کیسے پہچان لیا؟ جب کہ اس سے پہلے تم نے مجھے کبھی نہیں دیکھا۔

اس لڑکے نے کہا: آپ کی اور میری روح کی روزِ میثاق ملاقات ہوئی تو میرا اور آپ کا ایک دوسرے سے اللہ تعالیٰ نے تعارف کروایا۔

میں نے اس دانا بچے سے سوال کیا کہ عقل اور نفس میں کیا فرق ہے؟

اس بچے نے جواب دیا: اے مالک بن دینار!
تمہارے نفس نے تم کو سلام کرنے سے روکا اور تمہاری عقل نے تمہیں اس عنایت سے سرفرازی بخشی۔
میں نے اس بچے سے پوچھا: تم مٹی میں کیوں کھیل رہے ہو؟
اس بچے نے جواب دیا: ہم اسی سے پیدا ہوئے ہیں اور اسی میں دفن ہوں گے۔
میں نے اس بچے سے پوچھا: تم کبھی روتے ہو اور کبھی ہنستے ہو اس کی وجہ کیا ہے؟
اس بچے نے جواب دیا: جب میں اللہ تعالیٰ کا عذاب یاد کرتا ہوں تو رونے لگ جاتا ہوں اور جب مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت یاد آجاتی ہے تو میں ہنسنے لگ جاتا ہوں۔
میں نے اس بچے سے کہا کہ ابھی تو تم کمسن ہو، چھوٹے ہو اور گناہوں سے پاک ہو پھر کیوں روتے ہو؟
اس بچے نے جواب دیا: میں نے اپنی امی جان کو دیکھا ہے جب وہ آگ جلاتی ہیں تو آگ میں پہلے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں ڈالتی ہیں بعد میں بڑی اس لیے میں ڈرتا ہوں۔

ابو حازم کی حق گوئی

گئے دنوں کی بات ہے سلیمان بن عبدالملک نام کا مسلمان بادشاہ حکومت کیا کرتا تھا ایک دفعہ بادشاہ حج کے لیے بیت اللہ کی جانب روانہ ہوا اور دورانِ سفر چند دن اس نے مدینہ منورہ میں بھی گزارے اس نے وہاں لوگوں سے پوچھا کیا کوئی ایسا آدمی زندہ ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل ہوا ہو؟

لوگوں نے کہا! حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ ہیں

سلیمان بن عبدالملک نے ان کی خدمت میں کسی کو بھیج کر بلوایا

حضرت ابو حازم تشریف لائے تو خلیفہ نے ان سے کہا: حضرت! اہلِ مدینہ کے بڑے بڑے لوگ مجھ سے ملنے کے لیے آئے آپ کیوں نہیں تشریف لائے؟

حضرت ابو حازم نے فرمایا: اس سے قبل نہ آپ مجھے جانتے تھے اور نہ ہی میں آپ کو جانتا تھا۔

سلیمان بن عبدالملک نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے محمد بن شہاب زہری کی جانب دیکھا تو اُنہوں نے کہا: شیخ سچ فرماتے ہیں۔

اس کے بعد سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

سلیمان: اے ابو حازم! کیا وجہ ہے کہ ہم موت کو مکروہ سمجھتے ہیں؟

ابو حازم: اس لیے کہ تم نے آخرت کو تباہ کر ڈالا اور دنیا کی تعمیر میں لگے رہے اب تمہیں یہ بات شاق گزرتی ہے کہ آبادی کو چھوڑ کر ویرانے میں چلے جائیں۔

سلیمان: ابو حازم آپ نے ٹھیک فرمایا: اب بتایئے کہ کل اللہ تعالیٰ سے کیسے ملاقات ہو گی؟

ابو حازم: اگر نیک ہے تو ایسے آئے گا جیسے کوئی گھر سے باہر چلا جائے اور جب واپس لوٹے تو اہل خانہ میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ اگر بُرا ہے تو ایسے ہو گا جیسے بھاگا ہوا نوکر اپنے آقا کے ہاں لوٹ آئے۔

سلیمان رو پڑا اور کہا: نامعلوم ہمارا اللہ تعالیٰ کے یہاں کیا معاملہ ہو گا؟

ابو حازم: اپنے اعمال اللہ کی کتاب کے موافق بنانے کی کوشش کرو۔

سلیمان: آخرت میں کون مجھ سے اچھا ہے؟

ابو حازم: إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿الانفطار﴾

بے شک نکوکار ضرور چین میں ہیں

وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿﴾

اور بے شک بدکار ضرور دوزخ میں ہیں

سلیمان: اللہ تعالیٰ کی رحمت کہاں ہے

ابو حازم: إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ (اعراف 56)

بے شک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے

سلیمان: کون سا عمل افضل ہے؟

ابو حازم: فرائض کی ادیگی اور حرام کاموں سے اجتناب

سلیمان: کون سی دعا زیادہ مستجاب ہے؟

ابو حازم: محسن الیہ کی دعا (جس پر احسان کیا گیا ہو) محسن کے لیے

سلیمان: کون سا صدقہ افضل ہے؟

ابو حازم: تنگ دست فقیر اور بڑی سخت تنگی میں بسر کرنے والے کو صدقہ دے کر منت اور احسان نہ جتانا اور نہ ہی اسے ایذاء دینا

سلیمان: کون سا قول اچھا ہے؟

ابو حازم: جس سے تم ڈرتے ہو یا جس سے کوئی امید باقی ہے

سلیمان: اللہ تعالٰی کے یہاں کون سا مومن اعلیٰ مرتبہ والا ہے؟

ابو حازم: وہ مرد جو خود اللہ تعالٰی کی اطاعت کرے اور دوسروں کو بھی اس کا حکم دے۔

سلیمان: کون سا مومن احمق ہے؟

ابو حازم: وہ شخص جو خواہشاتِ نفسانیہ پر ٹوٹ پڑے حالانکہ وہ ظالم ہے یہ ایسا احمق ہے کہ غیر کی خاطر اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ رہا ہے۔

سلیمان: بہت خوب! لیکن یہ فرمایئے کہ ہم کیسے ہیں؟

ابو حازم: امیر المؤمنین مجھے اس کے متعلق معاف فرمایئے۔

سلیمان: نہیں آپ ضرور بتایئے یہ ایک نصیحت ہوگی جو مجھے آپ کی طرف سے حاصل ہوگی۔

ابو حازم: اے امیر المؤمنین! تمہارے آباء نے لوگوں پر تلوار کے ساتھ جبر و تشدد کیا اور لوگوں کے مشورے کے بغیر ظلماً یہ ملک چھینا یہاں تک کہ بڑی خون ریزیاں ہوئیں اور آخر کار لوگ اپنا ملک چھوڑ کر چلے گئے۔ کاش! تمہیں ان کلمات اور جملوں کا علم ہوتا جو لوگوں نے تمہارے آباء کے بارے میں کہے ہیں۔

ایک ہم نشین نے کہا: اے ابو حازم! آپ نے غلط بیانی کی۔

ابو حازم نے اس سے ہم نشین سے فرمایا: کیوں جھوٹ بول رہے ہو؟ علماء سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ لیا ہے کہ وہ لوگوں کو حق بات بتائیں اور حق ہر گز نہ چھپائیں۔

سلیمان: اب ہم اپنی اصلاح کس طرح کریں؟

ابو حازم: لوگوں کو بلا کر مروت سے کام لو اور ہر ایک کا حصہ برابر تقسیم کر دو۔

سلیمان: ہم مال کہاں سے حاصل کریں؟

ابو حازم: حلال کما کر اس کو اس کے اہل کو دو۔

سلیمان: اے ابو حازم! کچھ دن ہمارے یہاں قیام فرمایئے تاکہ ہم آپ سے نصیحت حاصل کریں۔

ابو حازم: اللہ کی پناہ! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں ڈرتا ہوں کہ مجھ سے کوئی ایسا عمل نہ ہو جائے جس سے مجھے دنیا اور آخرت میں رسوائی اٹھانا پڑے۔

سلیمان: کم از کم آپ اپنی حاجت تو بتا دیں تاکہ ہم آپ کی مدد کر سکیں۔

ابو حازم: مجھے جہنم سے نجات دلا کر جنت میں داخل کر دو۔

سلیمان: سبحان اللہ! مجھ جیسا شخص یہ کام کیسے کر سکتا ہے؟

ابوحازم: میری تو یہی حاجت ہے۔

سلیمان: اچھا میرے لیے کوئی دعا فرمائیے۔

ابوحازم: یااللہ! اگر سلیمان تیرا دوست ہے تو اس کی دنیا و آخرت کی بھلائی میں آسانی فرما اگر تیرا دشمن ہے تو اسے ایسا پکڑ جیسا تو چاہے۔

سلیمان: کچھ نصیحت بھی فرمائیے۔

ابوحازم: اگر تم اہل ہو تو میں تمہیں بہت کچھ کہہ چکا اور اگر تم نااہل ہو تو اب میری کمان میں کوئی تیر نہیں یعنی اتنا کافی ہے

سلیمان: مجھے کچھ وصیت فرمائیے!

ابوحازم: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ باری تعالٰی کو بہت بڑی ذات سمجھنا اور جس عمل کا اس نے تمہیں حکم دیا ہے اس کی ادائیگی میں کوشش کرنا اور جن کاموں سے تمہیں روکا گیا ہے ان سے بچتے رہنا جب ابوحازم گھر جانے لگے تو سلیمان بن عبدالملک نے سو دینار روانہ کر کے لکھا اسے آپ خرچ کریں اتنا ہی اور میرے پاس ہے آپ کے لیے۔

ابوحازم نے وہ رقم واپس کرتے ہو لکھا اے امیر المؤمنین! میں اللہ تعالٰی کی پناہ چاہتا ہوں کیا تمہارے وہ سوالات صرف مذاق تھے میں اس رقم کو نہیں لینا چاہتا اور رقم واپس کر دی۔

عالم بے عمل کی سزا

نبی کریم ﷺ معراج کی رات عالم بالا کی سیر فرما رہے تھے آپ نے جنت کا مشاہدہ کیا اور جہنم کو بھی دیکھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میرا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے ہونٹوں کو آگ کی قینچیوں سے کاٹا جارہا تھا۔

میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟

جبریل علیہ السلام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ آپ ﷺ کی اُمّت کے وہ خطباء ہیں جو لوگوں کو تو نیکی کی دعوت دیتے تھے لیکن خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے اس لیے انہیں یہ سزا دی گئی ہے۔

پھر اُن لوگوں سے پوچھا تم کون ہو؟

انہوں نے کہا ہم وہ ہیں کہ جو لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے تھے لیکن خود کو کبھی نصیحت نہیں کرتے تھے۔

موت کا علاج

حکیم جالینوس بہت بڑا حکیم گزرا ہے اس کے سینکڑوں شاگرد تھے جنہیں وہ طب کی تعلیم دیا کرتا تھا۔

دنیا کے دستور کے مطابق حکیم جالینوس کا بھی آخری وقت آن پہنچا۔ جالینوس کے تمام شاگرد جالینوس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہوئے تھے۔

جالینوس نے اپنے شاگردوں کو دو گولیاں دی اور اُن سے کہا: اے میرے شاگردو! میرے مرنے کے بعد ان میں سے ایک گولی لوہے کے کسی ٹکڑے پر رکھ دینا اور دوسری گولی کو توڑ کر کسی پانی کے مٹکے میں ڈال دینا۔

اس کے بعد حکیم جالینوس مر گیا اس کی وصیت کے مطابق اس کے شاگردوں نے وہ عمل کیا جس کی وصیت حکیم جالینوس نے کی تھی۔

ایک گولی کو لوہے کے ایک بڑے ٹکڑے پر رکھا گیا تو وہ لوہا پگھلنے لگا اور جس گولی کو پانی کے مٹکے میں ڈالنا تھا جب اس گولی کو توڑ کر پانی کے مٹکے میں ڈالا تو وہ پانی منجمد ہو کر پتھر بن گیا۔

حکیموں نے لکھا ہے کہ جالینوس کا اس وصیت سے یہ مطلب تھا کہ میرے پاس وہ دوائی ہے جو لوہے کو پگھلا سکتی ہے اور پانی کو منجمد کر سکتی ہے مگر موت ایسی اٹل حقیقت ہے کہ اس مرض کا کوئی علاج نہیں۔

سبق! اسی لیے نیک لوگ ہمیں بتاتے ہیں۔ اے دھوکہ میں آئے ہوئے انسان! جلد اپنے گناہوں سے توبہ کر لے کیوں کہ موت ضرور آئے گی اگرچہ کوئی قارون جتنا مال دار کیوں نہ ہوں اس کائنات میں نہ ارسطو زندہ رہا نہ بقراط نہ سقراط اور نہ جالینوس جیسا حکیم لہذا اے لوگو! مرنے سے پہلے مرنے کی تیاری کر لو اور آخرت کے لیے جمع پونجی تیار کر لو۔

بادشاہ کا انجام

سیدنا دانیال علیہ السلام ایک روز جنگل سے گزر رہے تھے کہ ایک آواز سنائی دی اے دانیال ٹھہر جائیے! آپ عنقریب ایک عجیب معاملہ دیکھنے والے ہیں۔
دانیال علیہ السلام نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی مگر کچھ نظر نہ آیا۔
دوبارہ وہی آواز سنائی دی۔

سیدنا دانیال علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ٹھہر گیا اور دیکھا کہ ایک گھر سے کوئی مجھے بلا رہا ہے میں اس گھر کے اندر داخل ہو گیا جب میں گھر میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک چارپائی موتیوں اور یاقوت سے سجی ہوئی ہے اس کے علاوہ کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

چارپائی کے اوپر سے آواز آئی:

اے دانیال! آپ عجیب معاملہ دیکھنے والے ہیں۔

دانیال علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے جب چارپائی کو دیکھا تو دیکھا کہ چارپائی پر نہایت ہی قیمتی، شاہانہ، سنہری بستر بچھا ہوا ہے جس سے مشک و عنبر کی خوشبو بھی آ رہی ہے۔

اس خوب صورت اور قیمتی بستر پر ایک نوجوان تھا جو کہ مر چکا تھا دیکھنے سے ایسا لگتا تھا کہ جیسے وہ آرام کر رہا ہے۔

اس نوجوان کے اوپر نہایت خوب صورت، قیمتی پوشاکیں، زیورات جن کی خوب صورتی بیان نہیں کی جا سکتی پڑی ہوئی تھیں ۔

اس نوجوان کے اُلٹے ہاتھ میں ایک نہایت قیمتی انگوٹھی اور سر پر سونے اور ہیروں سے مزین ایک خوب صورت تاج بھی تھا اور کمر میں ایک خوبصورت تلوار بندھی ہوئی تھی

ابھی دانیال علیہ السلام یہ دیکھ ہی رہے تھے کہ آواز آئی اے دانیال!

اس تلوار کو اٹھایئے اور اس پر لکھی ہوئی عبارت پڑھیے۔

دانیال علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے اس تلوار کو اُٹھایا تو اس پر درج ذیل عبارت لکھی ہوئی تھی۔

یہ تلوار صمصام بن عوج بن عنق بن عاد بن ارم کی ہے میں نے ایک ہزار سات سو برس کی عمر پائی اور بارہ ہزار عورتوں سے شادی کی چالیس ہزار شہر بنوائے، میں نے ستر ہزار لشکروں کو شکست دی، میں داناؤں سے دور رہتا تھا لیکن ہر بے وقوف میرا ساتھی ہوتا تھا۔ میں اپنی رعایا پر خوب ظلم و ستم کرتا رہا مجھ سے مقابلے کی تاب کسی میں نہ تھی۔

افسوس! زندگی ظلم و تشدد اور بے انصافی اور بے وقوفی سے گزری میرے خزانے کی چابیاں چار سو خچر اٹھاتے اور دنیا کے بادشاہ مجھے خراج ادا کرتے اور میری بادشاہی میں میرا کوئی ہمسر نہیں تھا۔

میں نے تکبر میں آکر اپنے خدا ہونے کا دعویٰ کر ڈالا۔

آج مجھے بھوک نے ستایا میں نے ایک ہزار موتی خرچ کر کے آج چند دانے گیہوں کے خریدے ہیں۔

افسوس! کہ میں آج بھوک سے مر رہا ہوں۔

اے دنیا والو! میری موت سے عبرت پکڑو موت کو بکثرت یاد کرو، کسی دھوکے میں نہ رہو ورنہ میری طرح مارے جاؤ گے اب میرے دوست رشتہ دار میرے گناہوں کی ڈھال نہیں بن سکتے۔

اس کے بعد حضرت دانیال علیہ السلام وہاں سے آ گئے۔

سبق! یہ دنیا فانی ہے اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اپنی موت کو یاد رکھے اور آخرت کے لیے سامان جمع کرتا رہے۔

حاسد کا انجام

گئے دنوں کی بات ہے ایک ملک پر ایک بادشاہ حکومت کیا کرتا تھا۔ بادشاہ کا ایک وزیر تھا جس سے بادشاہ بڑی محبت کرتا تھا اور اس کو انعامات اور تحائف بھی دیتا تھا۔

سب لوگوں کو معلوم تھا کہ بادشاہ اس وزیر سے بڑی محبت کرتا ہے اور اس کی نگاہوں میں اس وزیر کی بڑی قدر و منزلت ہے ایک شخص اس دربار میں ایسا تھا جو بادشاہ کے اس وزیر سے بہت جلتا تھا حسد کرتا تھا کہ یہ بادشاہ کے اتنے قریب کیوں ہے؟

بادشاہ اسی کو سب سے زیادہ تحائف اور انعامات کیوں دیتا ہے؟

اسی وجہ سے وہ اکثر پریشان رہتا اور موقع کی تلاش میں رہتا کہ کب موقع ملے اور وہ اس وزیر کو بادشاہ کی نظروں میں گرا سکے۔

ہر روز ایک نئی تدبیر سوچتا شیطان بھی اس کو اس برے کام پر اکساتا رہتا آخر ایک دن اس نے ایسی سازش تیار کر ہی لی۔

ایک دن یہ بادشاہ کے پاس گیا اور مسکینی سی شکل بنا کر کہنے لگا: بادشاہ سلامت!

مجھے اس خبر کو دیتے ہوئے بڑا افسوس ہو رہا ہے لیکن کیا کروں آپ کا نمک کھایا ہے اس خبر کو چھپا بھی نہیں سکتا۔

بادشاہ نے اس سے کہا: کیا کہنا چاہتے ہو ذرا کھل کر بولو؟

اس نے کہا : بادشاہ سلامت ! آپ کا وزیر جس کے بارے میں آپ کی رائے بڑی اچھی ہے جس کو آپ نے سب سے زیادہ انعام واکرام سے نوازا وہ آپ کے پیچھے کیا بولتا ہے میں آپ کو بتا نہیں سکتا۔

بادشاہ نے اس سے کہا: سیدھے طریقے سے بتاؤ وہ کیا کہتا ہے؟

اس حاسد نے جب دیکھا کہ بادشاہ کو غصہ آ گیا ہے تو اس نے کہا کہ بادشاہ سلامت وہ کہتا ہے کہ باشاہ کے منہ سے بدبو آتی ہے۔

بادشاہ نے اس حاسد سے پوچھا: اس بات کا ثبوت کیا ہے؟

حاسد نے بادشاہ سے کہا: بادشاہ سلامت ! آپ اسے آزما لیجیے گا۔

کل جب وہ آپ سے بات کرے گا تو اپنے منہ پر رومال رکھ کر بات کرے گا اور وہ اسی وجہ سے اپنے منہ پر رومال رکھے گا کہ اسے آپ کے منہ سے بدبو آتی ہے۔

اسی دن یہ حاسد اس وزیر کے پاس گیا اور اس سے خوشامد کرتے ہوئے کہنے لگا کہ آج آپ سے ایک التجاء ہے کہ کل جب آپ دربار جائیں تو راستے میں مجھ ناچیز کا غریب خانہ ہے اگر آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیں اور میرے ساتھ کھانا تناول فرمائیں تو بڑی نوازش ہو گی۔

وزیر نے اس شخص کی دعوت قبول کر لی اور دوسرے دن دربار جانے سے قبل اس شخص کے گھر پر چلا گیا۔

حاسد نے جو کھانا تیار کیا تھا اس نے اس میں کچا لہسن بھی ملا دیا تھا۔

کھانا کھا کر وزیر دربار کی جانب روانہ ہو گیا۔

پیچھے پیچھے یہ حاسد بھی دربار میں پہنچ گیا اور دور کھڑے ہو کر تماشہ دیکھنے لگا۔

کچھ دیر کے بعد بادشاہ نے وزیر کو بلایا اور ان کے درمیان گفتگو ہونے لگی بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ ذرا میرے اور قریب آجائیے۔

اب وزیر نے سوچا میرے منہ سے کچے لہسن کی بدبو آرہی ہے کہیں یہ بادشاہ کو ناگوار نہ گزرے وزیر نے اپنے منہ پر رومال رکھ لیا۔

اب کیا تھا بادشاہ کو اس حاسد کی بات پر یقین آگیا۔

بادشاہ کو وزیر پر بہت غصہ آیا مگر اس نے اپنے غصہ کو ظاہر نہ ہونے دیا لیکن اندر سے بادشاہ شدید غصے میں تھا بادشاہ نے ایک خط لکھا اور اس وزیر سے کہا کہ یہ خط فلاں حاکم کو دے آؤ۔

اب وزیر نے وہ خط لیا اور دربار سے نکلنے لگا تو وہ حاسد بھی ساتھ ساتھ چلنے لگا اور آج کی ساری کاروائی کے بارے میں پوچھنے لگا:

وزیر نے اسے بادشاہ سے ہونے والی گفتگو سے آگاہ کیا اور کہا کہ بادشاہ سلامت نے یہ خط دیا ہے کہ فلاں حاکم کے پاس پہنچا دوں

اب اس حاسد نے دیکھا کہ بادشاہ نے تو اس وزیر کو کچھ نہیں کہا اس لیے ممکن ہے کہ اس خط میں کسی انعام وغیرہ کا تذکرہ ہو لہذا اب مکاری کرتے ہوئے کہنے لگا آپ کیوں یہ زحمت کرتے ہیں میں اسی حاکم کی طرف جا رہا ہوں، اس خط کو اس کے پاس میں پہنچا دیتا ہوں۔

وزیر نے دیکھا کہ وہ شخص نہایت عاجزی و انکساری کے ساتھ یہ خط مانگ رہا ہے تو وزیر نے وہ خط اس کو دے دیا۔

جب حاسد وہ خط لے کر اس حاکم کے پاس پہنچا تو اس حاکم نے کہا اس شخص سے کہا کہ تمہیں معلوم ہے اس خط میں کیا لکھا ہے؟

حاسد نے خوش ہوتے ہوئے کہا کہ یقیناً اس خط میں انعام و اکرام کا تذکرہ موجود ہوگا۔

حاکم نے کہا نہیں اس خط میں انعام و اکرام کا کوئی تذکرہ نہیں ہے بلکہ اس میں لکھا ہے کہ جیسے ہی یہ شخص خط لے کر تمہارے پاس پہنچے اسے فوراً قتل کر دو اور اس کی کھال اتار کر میرے پاس بھیج دو۔

اب تو حاسد بہت رویا یا چیخا گڑگڑایا یہ خط میرے لیے نہیں ہے بلکہ بادشاہ نے یہ تو فلاں وزیر کو دیا تھا میں اس سے لے کر آگیا تھا آپ بادشاہ سے اس بات کی تصدیق کر لیں وغیرہ وغیرہ۔

حاکم نے کہا کہ یہ میرے بس کی بات نہیں۔

حاکم نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی اور اس کو قتل کر کے اس کی کھال بادشاہ کو بھجوا دی اگلے روز حسبِ معمول وزیر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

بادشاہ وزیر کو دیکھ کر سخت حیران ہوا کہ اس کی کھال تو کل میرے پاس آ چکی ہے پھر یہ آج زندہ سلامت دربار میں کیسے آ گیا؟

بادشاہ نے اپنی حیرت کو چھپاتے ہوئے اس وزیر سے پوچھا۔

کل میں نے تم کو ایک خط دیا تھا اس خط کا کیا ہوا؟

وزیر نے کہا بادشاہ سلامت! فلاں شخص مجھ سے منت سماجت کر کے وہ خط لے گیا تھا وہ کہہ رہا تھا کہ وہ اسی حاکم کے پاس جا رہا ہے لہذا اسی کو یہ خط دے دیا جائے۔

بادشاہ نے اس وزیر سے پوچھا کہ کل جب تم مجھ سے گفتگو کر رہے تھے تو تم نے اپنے منہ پر رومال کیوں رکھا تھا؟

وزیر نے کہا: بادشاہ سلامت!

کل دربار میں آنے سے پہلے اسی شخص نے جو خط لے کر حاکم کے پاس گیا ہے اس نے میری دعوت کی تھی اور جو سالن میں نے اس کے گھر کھایا تھا اس میں کچا لہسن ملا ہوا تھا اور کھانا کھا کر میں آپ کے دربار میں حاضر ہو گیا۔

اب آپ سے گفتگو کرتے ہوئے مجھے شرم آئی کہ میرے منہ سے بدبو آپ کو تکلیف نہ دے اس لیے میں نے اپنے منہ پر رومال رکھ لیا۔

بادشاہ یہ سن کر ہنس دیا اور کہنے لگا بے شک برائی کا انجام برائی ہی ہوتا ہے۔

سبق۔: اس واقعے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کسی سے حسد نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ حاسد کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

ایمان کے قلعے

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ مستحب عمل کو بھی مضبوطی کے ساتھ تھامے رہو ایمان کی مثال ایک ایسے شہر کی ہے جس کے پانچ دروازے ہیں۔

- سونے کا
- چاندی کا
- لوہے کا
- تانبے کا
- کچی اینٹ کا

جب تک شہر والے اس کے پانچوں دروازوں کی حفاظت کریں گے دشمن ان پر حملہ نہیں کر سکے گا جب اس شہر کے لوگ حفاظت سے غفلت برتیں گے تو دشمن اس شہر میں داخل ہو جائے گا اور شہر کو تباہ و برباد کر دے گا۔

اسی طرح ایمان کے پانچ قلعے ہیں

- یقین
- اخلاص
- فرائض کی ادائیگی
- سنتوں پر عمل
- مستحاب پر عمل

جب مستحاب پر عمل کی پابندی کی جائے تو شیطان دور رہتا ہے جب مستحبات کو ترک کر دیا جائے تو شیطان کو حملہ کرنے کا موقع مل جاتا ہے پھر وہ سنت کو چھڑانے کی کوشش کرتا ہے اس کے بعد فرائض پھر اخلاص میں خلل ڈالتا ہے پھر یقین ختم کرا دیتا ہے۔

کامیابی

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک دن جنت البقیع سے گزرے تو فرمایا:

السلام علیکم یا اھل القبور!

ہمارے حالات سننے ہیں تو سن لو!

وہ یہ ہیں کہ تمہاری عورتوں نے دوسرے نکاح کر لیے۔

تمہارے مکانات میں اب اور لوگ بسنے لگے ہیں۔

تمہارا مال تقسیم ہو چکا ہے۔

آپ کے کلمات کے جواب میں آواز آئی۔

اے ابن الخطاب!

ہمارا حال یہ ہے کہ جو نیک اعمال ہم نے کیے ہمیں ان کی جزا مل گئی۔

جو مال ہم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اس کا اچھا بدلہ ہمیں مل گیا۔

لیکن افسوس! جو مال ہم اس دنیا میں چھوڑ گئے وہ گھاٹے میں ہے

سبق:۔ ہمیں اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا ملک الموت کے آنے سے پہلے پہلے جتنی نیکیاں ہو سکتی ہیں کر لینی چاہیے۔

چھ خصلتیں

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چھ خصلتیں حاصل کرو۔

تین حضر کی اور تین سفر کی۔

تین حضر کی خصلتیں جو حاصل کرنا چاہیے وہ یہ ہیں۔

1) تلاوت قرآن پاک

2) مسجد کی حاضری

3) اللہ تعالیٰ کی محبت میں دوست بنانا

تین سفر کی جو خصلتیں حاصل کرنا چاہیے وہ یہ ہیں۔

1) خرچ

2) خوش خلقی

3) خوش طبعی (باشرطیکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو)

عاجزی

سیدنا داؤد علیہ السلام کی قوم میں ایک نہایت ہی ظالم و فاجر شخص رہا کرتا تھا اور رات دن اپنے بتوں کی پوجا پاٹ میں لگا رہتا تھا۔

کسی جرم میں گرفتار کیا گیا مقدمہ چلا اور اس کو پھانسی کی سزا سنادی گئی۔

عشاء کے وقت لوگ اس کو سولی پر چھوڑ کر چلے گئے اس نے اپنے تمام جھوٹے خداؤں کو پکارا مگر مٹی کے بنے ہوئے بُت بھلا اسے کیا جواب دیتے۔

جب یہ ان بتوں سے مایوس ہو گیا تو پھر اس نے نہایت عاجزی وانکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارا اور عرض کی: یاالہ العالمین مجھے اس پھانسی سے نجات عطا کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے جبریل امین سے فرمایا اس نے اپنے باطل معبودوں کو پکارا لیکن وہ اس کے ہاتھ کے بنے ہوئے بے جان بت اس کی کیا مدد کر سکتے تھے

لیکن اب یہ مجھے پکار رہا ہے مجھے اس کے حال پر رحم آتا ہے اسے آرام سے سولی سے اتار کر زمین پر پہنچا دو۔

جبریل امین نے فوراً اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی اور اس شخص کو سولی سے اتار کر زمین پر پہنچا دیا صبح کو لوگ آئے تو دیکھا کہ وہ زندہ سلامت اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہے۔

سیدنا داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی: اے اللہ! یہ ماجرا کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو بندہ میرے سامنے عاجزی وانکساری کرے مجھے اس کے حال پر رحم آتا ہے اس نے عاجزی کی میں نے اس کی عاجزی کی وجہ سے اس کو چھوڑ دیا۔

اہل جنت

قیامت کے دن جب ہر طرف افرا تفری ہو گی ایک جم غفیر ہو گا ہر شخص جنت کی طلب اور دوزخ سے نجات کی خواہش لیے اِدھر سے اُدھر دوڑ رہا ہو گا کہ اچانک ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ اہل فضیلت کہاں ہیں؟

یہ سن کر کچھ لوگ جنت کی طرف دوڑ پڑیں گے ان کی فرشتوں سے ملاقات ہو گی تو فرشتے ان سے دریافت کریں گے۔

اے لوگو!

تم جنت کی جانب تیز دوڑتے ہوئے جارہے ہو اس کی وجہ کیا ہے؟

وہ کہیں گے ہم اہل فضیلت ہیں۔

فرشتے پوچھیں گے تمہاری فضیلت کی وجہ کیا ہے؟

وہ کہیں گے جب ہم پر ظلم ہوتا تو ہم صبر کرتے تھے، جب ہمارے ساتھ زیادتی ہوتی تو ہم معاف کر دیتے تھے۔

یہ سن کر فرشتے کہیں گے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ نیک عمل کرنے والوں کا اجر یہی ہے

اس کے بعد اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہاں ہیں اہل صبر ؟

اس پر بہت سے لوگ تیز دوڑتے ہوئے جنت کی طرف چلے جائیں گے۔

ان سے پوچھا جائے گا تم کون ہو؟

وہ کہیں گے کہ ہم صبر کرنے والے ہیں۔

ان سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کن باتوں پر صبر کیا؟

وہ کہیں گے ہم اللہ کی اطاعت پر صبر کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے دور رہتے تھے۔

یہ سن کر فرشتے کہیں گے جنت میں داخل ہو جاؤ اس کے بعد اعلان کرنے والا اعلان کرے گا۔

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟

اس اعلان پر بہت سے لوگ دوڑتے ہوئے جنت کی طرف جائیں گے۔

فرشتے پوچھیں گے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ سے کیسی محبت تھی؟

وہ کہیں گے کہ ہم صرف اللہ کے لیے دوستی رکھتے تھے اور اللہ ہی کی محبت میں عداوت رکھتے تھے۔

کہا جائے گا تمہارے جنت میں داخل ہونے کی یہی وجہ ہے۔

صبر راہِ نجات

سیدنا سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں ایک شخص نے بازار سے ایک قیمتی پرندہ ہزار درہم دے کر خریدا۔

اس پرندے کی آواز بہت خوبصورت تھی جو کوئی بھی اس شخص کے گھر آتا وہ اس پرندے کی آواز سن کر بہت خوش ہوتا۔

ایک دن ایک پرندہ جو اسی کی طرح کا تھا آیا اور اس کو ایک آواز دے کر اڑ گیا۔

اب تو اس پرندے نے بولنا بالکل چھوڑ دیا اور مکمل خاموشی اختیار کر لی اب کوئی بھی آجائے پرندہ آواز نہیں نکالتا تھا۔

وہ شخص جس نے یہ پرندہ بڑی قیمت دے کر خریدا تھا بڑا پریشان ہوا اس نے اس بات کا تذکرہ سیدنا سلیمان علیہ السلام سے کیا۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام نے اس شخص سے کہا کہ اس پرندے کو لے کر میرے پاس آنا دوسرے دن وہ شخص پرندے کو لے کر سیدنا سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام نے اس پرندے سے پوچھا کہ تیرے مالک کا تیرے اوپر حق ہے جب کہ تیرے مالک نے تجھے بھاری قیمت دے کر خریدا ہے لیکن تم نے تو چپ سادھ لی ہے۔

پرندے نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میرے مالک سے کہیے اب یہ مجھے پنجرے کی قید سے رہا کرے میں جب تک پنجرے میں رہوں گا ہر گز نہ بولوں گا۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: اس کی وجہ کیا ہے؟

پرندے نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میرا چیخنا چلانا اپنے وطن اور اولاد کی جدائی کے سبب سے تھا لیکن میرے ہم جنس پرندے نے مجھے سمجھایا کہ تجھے قید صرف تیری خوش آوازی کی وجہ سے کیا گیا ہے جب تک تو آہ وفغاں کو نہیں چھوڑے گا تب تک نجات نہیں پا سکتا۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام نے پرندے کے مالک سے فرمایا: تم نے سُنا پرندے نے کیا کہا؟

اس شخص نے کہا واقعی میں نے صرف اس کو اس کی آواز ہی کی وجہ سے قید رکھا ہے۔

سیدنا سلیمان علیہ السلام نے ہزار درہم پرندے کے مالک کو دے کر پرندے کو آزاد کر دیا وہ پرندہ اڑتا جا رہا تھا اور یہ کہتا جاتا تھا۔

پاک ہے وہ ذات جس نے مجھے حسین بنایا اور ہوا میں اڑنے کی طاقت دی اور پنجرے میں مجھے صبر کی توفیق دی

اس کے بعد سیدنا سلیمان علیہ السلام نے فرمایا:

جب تک یہ پنجرے میں آہ وفغاں کرتا رہا قید رہا جب اس نے صبر کیا تو اس کو نجات ملی

کامیاب کون؟

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مومن اور ایک کافر شکار کرنے کے لیے دریا کے کنارے گئے۔

کافر بتوں کا نام لیتا اور مچھلی کو شکار کر لیتا، مسلمان اللہ تعالیٰ کا نام لیتا مگر اس کے ہاتھ ایک بھی مچھلی نہیں آتی آخر شام تک یہ معاملہ چلتا رہا۔

شام کے وقت مسلمان کے ہاتھ ایک مچھلی آئی اور وہ بھی چھلانگ لگا کر واپس پانی میں چلی گئی مومن خالی ہاتھ گھر لوٹ گیا جب کہ کافر کا ٹوکرا مچھلیوں سے بھرا ہوا تھا۔

اس پر مسلمان کے ساتھ رہنے والے کراماً کاتبین کو بڑا افسوس ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا:

اس مومن کی رہائش گاہ کو دیکھو جنت میں اس کی رہائش گاہ اتنی شاندار ہے کہ دنیا میں اس کے ہاتھ کچھ نہ آئے تب بھی اس کا کوئی نقصان نہیں ہے۔

اسی طرح کافر کا مسکن جہنم ہے اس کے ہاتھ مچھلیوں کا ڈھیر بھی کچھ کام نہ دے گا۔

تین چیزیں

جس نے تین چیزوں کی حفاظت کی وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا ولی ہے جس نے یہ تین چیزیں ضائع کر دیں وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے

- نماز
- روزہ
- غسل جنابت

چار جنتیں

اللہ تعالیٰ کی جنت چار آدمیوں کی مشتاق رہتی ہے۔

- رمضان کا روزہ رکھنے والا
- قرآن پاک کی تلاوت کرنے والا
- زبان کی حفاظت کرنے والا
- بھوکے ہمسائے کو کھانا کھلانے والا

علم کی پرورش

حضرت عبداللہ بن مبارک فقراء اور طلبہ اسلام پر ہر سال لاکھ درہم خرچ کرتے تھے۔

حضرت فضیل بن عیاض فرماتے اے طالب علمو!

اگر تم لوگ نہ ہوتے تو میں کبھی تجارت نہ کرتا اور ساتھ ہی انہیں یہ بھی فرماتے:

اے طالب علمو!

دنیا کے کسی معاملہ میں مشغول نہ ہونا صرف علم کی طلب میں لگے رہو تمہاری تمام ضروریات پوری کرنے کے لیے میں کافی ہوں۔

یحیٰی برمکی حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ہر ماہ ہزار درہم خرچ کرتے اور حضرت یحیٰی برمکی کے لیے سجدہ میں سر رکھ کر یوں دعا کرتے

اے اللہ!

یحیٰی نے دنیا میں میری ضرورت کا ذمہ اٹھایا ہے تو آخرت میں اسے اپنے ذمہ لے لے

جب یحیٰی برمکی انتقال ہوا تو انہیں بعض دوستوں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا یحییٰ تمہارے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟

انہوں نے کہا کہ سفیان ثوری کی وجہ سے میری بخشش ہوگئی۔

دعوتِ حاکم کا انجام

گئے دنوں کی بات ہے کوفہ میں چند صالح لوگوں کی جماعت رہا کرتی تھی وہ جو دعا مانگتے اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول فرماتا۔

کوفہ میں جب بھی کوئی ظالم حاکم آتا یہ جماعت اس کے لیے بدعا کرتی اور وہ ہلاک ہو جاتا۔

جب حجاج بن یوسف گورنر بنا تو اس نے ان تمام افراد کو کھانے کی دعوت دی۔

ان تمام صالح افراد نے اس کی دعوت قبول کر لی۔

دوسرے دن حجاج بن یوسف نے ان کے لیے دستر خوان سجایا انوع و اقسام کی نعمتیں دستر خوان پر چن دی گئیں۔

یہ تمام افراد حجاج بن یوسف کی دعوت میں شریک ہوئے اور دستر خوان سے لطف بھی اٹھایا۔

جب سب افراد کھانے سے فارغ ہو گئے تو حجاج نے کہا: اب میں ان کی بددعا سے محفوظ ہو گیا ہوں کیوں کہ ان کے منہ میں لقمہ حرام چلا گیا ہے۔

اور اس کے بعد واقعی ایسا ہی ہوا۔

مسلمانوں کی گریہ وزاری

یہ اُس زمانے کی بات ہے جب بغداد خلافت کا مرکز ہوا کرتا تھا ایک دفعہ بغداد میں سخت قحط پڑا لوگ اناج کے ساتھ ساتھ پانی کو بھی ترس گئے۔

ان حالات میں بادشاہ اسلام نے اہل بغداد کو حکم دیا کہ وہ شہر سے باہر نکلیں اور نمازِ استسقاء ادا کریں۔

تمام مسلمان شہر سے باہر نکلے نمازِ استسقاء ادا کی مگر بارش نہیں ہوئی۔

اب بادشاہ نے یہود کو حکم دیا کہ وہ شہر سے باہر نکلیں اور بارش کے لیے دعا کریں۔

جب یہودیوں نے بارش کے لیے دعا کی تو بارش ہو گئی

بادشاہ سخت حیران ہوا کہ یہ ماجرا کیا ہے؟

بادشاہ نے علماء کو بلایا اور پوچھا:

اے علماءِ اسلام! یہ بتاؤ کہ مسلمان دعا کریں تو بارش نہ ہو اور یہود دعا کریں تو بارش ہو جائے ایسا کیوں؟

معاملہ ایسا تھا کہ علماء بھی حیران تھے کہ اسی دوران حضرت سہیل بن عبداللہ تشریف لائے اور فرمایا:

اے بادشاہ! اللہ تعالی اسلام کی وجہ سے ہم مسلمانوں سے محبت رکھتا ہے اور اس کی مہربانی ہے کہ اس نے ہمیں ہدایت کی راہ دکھائی اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمائی اور وہ ہمارے دعا مانگنے اور گریہ وزاری سے پیار کرتا ہے اس لیے ہمیں دینے میں تاخیر فرماتا ہے اور یہودیوں سے اللہ تعالی ناراض ہے اور ان پر اس کی لعنت برستی ہے اس لیے ان کے دعا مانگنے پر انہیں دینے میں جلدی کرتا ہے اور اپنے دروازے سے ہٹاتا ہے

کردار کی برکت

امام اعظم ابو حنیفہ مسلمانوں کے بہت بڑے امام ہیں ایک دن آپ کے پاس ایک مجوسی آیا اور کہنے لگا کہ میں بہت مجبور ہوں کچھ رقم بطور قرض عنایت کر دیجیے۔

امام اعظم ابو حنیفہ نے اس کی ضرورت کے مطابق اس کو رقم بطورِ قرض دے دی۔

ایک دن امام اعظم ابو حنیفہ اس مجوسی کے گھر کے قریب سے گزر رہے تھے تو آپ کے جوتے کو نجاست لگ گئی جب آپ نے جوتا جھاڑا تو نجاست جوتے سے نکل کر مجوسی کے مکان کی دیوار پر لگ گئی۔

امام اعظم تذبذب میں پڑ گئے کہ اگر میں نجاست لگی رہنے دوں تو مجوسی کا مکان برا لگتا ہے اور اگر نجاست ہٹاتا ہوں تو نجاست کے ساتھ مکان کی مٹی بھی گر جائے گی اور یہ بھی مجوسی کی حق تلفی ہو گی۔

آپ نے مجوسی کے دروازے پر دستک دی۔

مجوسی کی لونڈی نے دروازہ کھولا۔

آپ نے مجوسی کی لونڈی سے کہا: مجوسی کو بولو امام ابو حنیفہ بلا رہے ہیں۔

مجوسی سمجھا کہ شاید آپ اپنا قرض واپس لینے آئے ہیں۔ مجوسی کو اپنا وعدہ یاد تھا وہ باہر آیا اور معذرت کرنے لگا۔

امام اعظم نے فرمایا:

معذرت کو رہنے دو پہلے یہ بتاؤ کہ نجاست تمہاری دیوار پر لگ گئی ہے اسے کیسے صاف کیا جائے؟

مجوسی کے دل میں اس بات کا اتنا گہرا اثر ہوا کہنے لگا: حضرت مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان بنا دیجیے اور کفر کی نجاست سے میرے دل کو پاک کر دیجیے۔

سبق ! ہمارا عمل ہمارے بزرگوں کی تعلیمات کے مطابق ہونا چاہیے آج ہم ان باتوں کی پرواہ نہیں کرتے اپنی اپنی جماعتوں کے نعرے لوگوں کی دیواروں پر لکھ کر ان کے گھروں کو بدزیب کر دیتے ہیں اور ہمیں اس بات کی فکر تک نہیں ہوتی کہ ہم کتنا بڑا گناہ کر رہے ہیں اور حقوق العباد کو پامال کر رہے ہیں۔

جب ہم اسلام پر عمل کریں گے تو اسلام پھیلے گا اور دوسری اقوام اسلام کو قبول کریں گی۔

سخاوت کا فائدہ

نبی کریم ﷺ جب معراج کے سفر پر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے جہنم کے طبقات کو ملاحظہ کیا تو ان میں ایک جہنم کا طبقہ ایسا بھی دیکھا کہ اس میں ایک مرد ہے لیکن اسے آگ نہیں چھوتی۔

آپ ﷺ نے دریافت کیا:

اسے آگ کیوں نہیں چھوتی؟

جبریل امین نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ حاتم طائی ہے اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی سخاوت کی وجہ سے جہنم کی آگ سے دور رکھا ہے۔

نفس کی قربانی

حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں۔

میں ایک دفعہ حج کے ارادے سے مکہ کی جانب روانہ ہوا تو راستے میں ایک نوجوان کو دیکھا کہ رات کے وقت سر آسمان کی طرف اٹھا کر عرض کر رہا تھا:

اے وہ ذات جو اطاعت و فرمانبرداری سے خوش ہوتی ہے اور کسی کے گناہ پر فوراً عتاب نہیں کرتی مجھے وہ کردار عطا فرما جس میں تیری خوشی ہو اور میری وہ خطائیں اور غلطیاں معاف فرما جو مجھ سے سرزد ہوئیں۔

یہاں تک ہم حرم میں پہنچ گئے

لوگوں نے احرام باندھا اور لبیک اللھم لبیک کی صدائیں بلند کرنے لگے تو میں نے اس

نوجوان سے پوچھا کہ تم لبیک کیوں نہیں کہتے؟ اس نوجون نے کہا اے شیخ!

میرا لبیک کہنا میرے گناہوں اور میری غلطیوں سے مجھے نہیں بچا سکتا جو مجھ سے سرزد

ہوئی ہیں مجھے خطرہ ہے کہ میں لبیک کہوں اور وہ جواب دے لا لبیک

تو پھر کیا ہوگا؟

اور اگر ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ میں تیری کوئی بات نہیں سنتا اور نہ ہی تیری طرف دیکھتا

ہوں۔

یہ کہہ کر وہ نوجون وہاں سے چل دیا اس کے بعد وہ نوجوان مجھے مٹی میں نظر آیا۔

وہاں وہ نوجوان گریہ وزاری کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

الہ العالمین! مجھے بخش دے۔

اے اللہ! لوگوں نے آج کے دن قربانیاں کیں اور تیرا قرب حاصل کر لیا میرے

پاس اور تو کچھ نہیں جس کی قربانی کر کے تیرا قرب حاصل کر سکوں سوائے میرے

نفس کے

اے اللہ تو اس کو قبول فرمالے

یہ کہہ کر نعرہ لگایا اور جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی

سونے کی اینٹیں

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک دفعہ ایک سفر کے لیے روانہ ہوئے اس سفر میں ایک یہودی بھی آپ کا ہمسفر بن گیا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس تین سونے کے سکے موجود تھے آپ نے وہ تینوں سونے کے سکے اس یہودی کو دے دیئے اور فرمایا ان تینوں سکوں کو محفوظ رکھنا بوقتِ ضرورت کام آئیں گے۔

ان تینوں سکوں میں سے ایک سونے کا سکہ یہودی نے خرچ کر دیا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو جب ان سکوں کی ضرورت محسوس ہوئی تو آپ نے اس یہودی سے ان سکوں کو طلب کیا یہودی نے دو سونے کے سکے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیئے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تیسرا سونے کا سکہ کہاں ہیں؟

بس یہی تو تھے۔ یہودی نے ڈھٹائی کے ساتھ جھوٹ بولا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اُس یہودی کو کچھ کہا نہیں اور خاموشی کے ساتھ آگے روانہ ہو گئے یہودی ساتھ ساتھ رہا۔

سفر کے دوران یہودی نے آپ کے بڑے بڑے کمالات دیکھے۔

مردوں کو زندہ ہوتے ہوئے دیکھا۔

بیماروں کو شفا ملتے ہوئے دیکھا۔

کچھ دیر کے بعد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اس یہودی کو قسم دے کر اس سے پوچھا:

بتاؤ وہ تیسرا سکہ کہاں ہے؟

یہودی نے پھر ڈھٹائی کے ساتھ انکار کر دیا کہ حضرت سکے دو ہی تھے تین تھے کب؟

جب سفر کافی طے ہو گیا تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو راستے میں سونے کی تین اینٹیں ملیں آپ نے یہودی سے کہا: ایک اینٹ میری اور دوسری اینٹ تمہاری اور تیسری اینٹ اُس کی جس نے تیسرا سکہ خرچ کیا۔

اب یہودی بول پڑا کہ وہ تیسرا سکہ میں نے ہی خرچ کیا تھا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اس یہودی سے کہا: یہ دونوں اینٹیں لے لو اور اب یہاں سے چلے جاؤ تم نے میرے معجزات دیکھے لیکن تم نے سکے کا اقرار نہیں کیا میں نے قسم دے کر پوچھا تم نے پھر بھی اقرار نہیں کیا اب دنیا کے لالچ میں آ کر اقرار کر رہا ہے۔

لہٰذا اب میرے اور تمہارے راستے جدا جدا ہیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے دو سونے کی اینٹیں اسے دے دیں اور وہ یہودی سونے کی اینٹیں لے کر وہاں سے چلا گیا۔

راستے میں اس یہودی کو تین ڈاکو مل گئے انہوں نے یہودی کو قتل کر دیا اور اینٹیں چھین لیں ان تین ڈاکوں نے اپنے ایک ساتھی کو کھانا لینے بازار بھیج دیا اور آپس میں مشورہ کیا اینٹیں صرف دو ہیں جیسے ہی ان کا ساتھی کھانا لے کر آئے گا اس کو قتل کر دیں گے اور ایک ایک اینٹ لے لیں گے۔

ادھر جو شخص کھانا لینے گیا اس نے سوچا کہ اگر میں ان کے کھانے میں زہر ملا دوں تو یہ دونوں اینٹیں مجھے مل جائیں گی۔

جب وہ ڈاکو کھانا لے کر اپنے ان دونوں ساتھیوں کے پاس آیا تو اس کے دونوں ساتھیوں نے اس کو قتل کر دیا اور پھر دونوں کھانے پر ٹوٹ پڑے۔

اب کھانے میں زہر ملا ہوا تھا اس زہر نے فوراً ہی اثر دکھایا اور وہ دونوں کھانا کھاتے ہی مر گئے۔

واپسی پر جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا وہاں سے گزر ہوا تو آپ نے دیکھا کہ سونے کی اینٹیں ویسے ہی پڑی ہوئی ہیں اور اُن کے ساتھ یہودی اور تینوں ڈاکوؤں کی لاشیں بے گور و کفن پڑی ہوئی ہیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بڑا تعجب ہوا تب جبریل امین حاضر ہوئے اور تمام واقعہ سُنایا۔

سبق:۔ یہ ہے فانی دنیا کا انجام انسان جائز و ناجائز طریقے سے مال و دولت جمع کرنے میں لگا رہتا ہے مگر یہ یہیں اسی دنیا میں دھرے کا دھرا رہ جائے گا اور انسان خالی ہاتھ ہی یہاں سے جائے گا۔

اسم اعظم

ایک شخص طویل عرصے سے ایک بزرگ کی خدمت میں رہا کرتا تھا اور ہر ہفتے عشرے بعد بزرگ سے عرض کرتا کہ حضرت مجھے اسم اعظم سکھا دیجیے۔

حضرت منع فرماتے کہ تم میں اسمِ اعظم سیکھنے کی اہلیت ابھی نہیں ہے۔

اس نے کہا حضرت مجھے آزمالیجیے۔

بزرگ نے فرمایا اچھا! ہم تمہیں جلد آزمالیں گے۔

پھر ایک دن ان بزرگ نے اس شخص سے کہا:

آج تم ایسا کرو کہ شہر کے دروازے پر بیٹھ جاؤ اور شام تک جو بھی کوئی عجیب واقعہ ہو وہ مجھے سنانا۔

وہ شخص شہر کے دروازے پر جا کر بیٹھ گیا۔

اور ہر واقعہ کو بڑے غور و فکر کے ساتھ دیکھتا رہا۔

شام کو اس نے ایک عجیب واقعہ دیکھا ایک بوڑھا شخص جو صبح سویرے اپنے گھر سے نکلا تھا اور سارا دن جنگل میں جا کر لکڑیاں جمع کرتا رہا تھا اور شام کو اپنے گدھے پر لاد کر واپس آرہا تھا کہ ایک سپاہی اس کے پاس گیا اور ایک دو چابک اس کے مار کر اس کا گدھا اور ساری لکڑیاں اس سے چھین لیں۔

مغرب کے بعد یہ شخص واپس ان بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

بزرگ نے اس شخص سے پوچھا کہ آج کیا عجیب واقعہ ہوا؟

اس شخص نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھے شخص پر اس اس طرح ظلم وستم ہوا اور سارا واقعہ گوش گزار کر دیا۔

بزرگ نے پوچھا اگر تمہیں اسم اعظم آتا ہوتا اور یہی واقعہ تمہارے ساتھ پیش آتا تو تم کیا کرتے؟

اس شخص نے کہا: حضرت اگر یہ واقعہ میرے ساتھ پیش آتا اور میں اسم اعظم بھی جانتا ہوتا تو میں اس سپاہی کے لیے بددعا کرتا اور اس سپاہی کو تباہ و برباد کر ڈالتا۔

بزرگ نے فرمایا: تم نے جس لکڑہارے کو مار کھاتے دیکھا تھا وہی شخص تھا جس نے مجھے اسم اعظم سکھایا تھا۔

اسم اعظم اُس شخص کو سکھایا جاتا ہے جو مصائب کے وقت صبر کرے اور خلقِ خدا اسے تکلیف پہنچائے مگر وہ ان پر شفقت کرے۔

نصیحت

بہت عرصے پہلے کا ذکر ہے ایک ملک میں ایک بادشاہ حکومت کیا کرتا تھا اس کے ملک میں طاعون کی وبا پھیلی تو ایک رات اپنے ایک غلام کو ساتھ لیا اور موت کے خوف سے بھاگ نکلا۔

طاعون کے خوف کی وجہ سے یہ بادشاہ گھوڑے سے نیچے نہیں اترتا تھا۔

بادشاہ نے ایک دن اپنے غلام سے کہا مجھے کوئی قصہ سناؤ تاکہ کچھ وقت گزر سکے۔

غلام نے موقع غنیمت جانا اور ایک نصیحت آموز واقعہ بادشاہ کو سنایا۔

بادشاہ سلامت! جنگل میں ایک شیر رہا کرتا تھا کسی بیماری کی وجہ سے وہ بڑا کمزور ہو گیا اس کی کمزوری کی وجہ سے ایک لومڑی شیر کی خدمت کیا کرتی تھی اور یہ بھی اس کی ذمہ داری تھی کہ وہ شیر کی نگرانی کرے اور ہر اس برائی کو روکے جس سے شیر کو نقصان پہنچ سکتا ہو۔

ایک دن لومڑی نے دیکھا کہ ایک عقاب ان کے آس پاس ہی منڈلا رہا ہے۔

لومڑی نے فوراہی شیر سے کہا: بادشاہ سلامت! آپ میری پیٹھ پر سوار ہو جایئے مجھے ڈر ہے کہ یہ عُقاب آپ کو اٹھا کر نہ لے جائے۔

شیر لومڑی کی پیٹھ پر سوار ہو گیا اور لومڑی تیزی سے وہاں سے بھاگنے لگی لیکن بھلا اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو کون روک سکتا تھا جو نہی عقاب نے زمین پر نگاہ ڈالی اسے لاغر و کمزور شیر لومڑی کی پیٹھ پر نظر آ گیا عقاب نے ایک جھپٹ ماری اور شیر کو اٹھا کر لے گیا۔

لومڑی روتی رہی اور کہتی رہی اے ابو الحارث! (شیر کی کنیت) میں نے اپنی پوری کوشش کی اور زور لگایا لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے کون مقابلہ کر سکتا ہے زمین والوں سے تو میں تیری حفاظت کرتی تھی لیکن آسمان والوں سے کیسے حفاظت کروں بے بس ہوں یہ سن کر بادشاہ نے اپنے غلام سے کہا کہ تو نے مجھے بہترین نصیحت کی اور واپس اپنے ملک میں آگیا اور اپنی رعایا کی خبر گیری میں مصروف ہو گیا۔

جبریل امین کے عمل

ایک دن اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل امین سے دریافت کیا کہ اے جبریل! اگر میں تمہیں دنیا میں اہلِ دنیا بنا کر بھیجتا تو تم کون سی اطاعت بجالاتے؟

حضرت جبریل نے عرض کی: اے اللہ! تو خوب جانتا ہے لیکن میں تو یہ سمجھتا ہوں اگر تو مجھے دنیا میں اہلِ دنیا بنا کر بھیجتا تو میں یہ عمل کرتا۔

عیالدار کی مدد میں خرچ کرتا

پیاسے کو سیر کر کے پانی پلاتا

مخلوق کے عیب اور ان کے گناہوں کی پردہ پوشی یہاں تک کہ ان کی خطاؤں اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہ جانتا۔

شرم

ایک شخص نے ایک لونڈی خریدی لونڈی بہت نیک تھی۔

جب رات ہوئی تو اس شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ میرا بستر بچھا دو۔

لونڈی نے اس شخص سے پوچھا کہ کیا تمہارا بھی کوئی مالک ہے؟

اس شخص نے کہا ہاں!

لونڈی نے پوچھا کیا وہ بھی سوتا ہے؟

اس شخص نے کہا نہیں۔

لونڈی نے کہا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم سو جاتے ہو اور تمہارا مالک بیدار رہتا ہے۔

آیت الکرسی

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں آیت الکرسی پڑھی جاتی ہے تو تیس دن تک شیطان اس گھر کے قریب بھی نہیں پھٹکتا اور نہ ہی کوئی جادو گر اس گھر میں داخل ہو سکتا ہے۔

پھر حضرت علی سے فرمایا: اے علی!

یہ آیت اپنے بچوں، اہل و عیال، اور پڑوسیوں کو یاد کرادو اس آیت جیسی کوئی آیت قرآن مجید میں نازل نہیں ہوئی۔

جہنم کا سجدہ شکر

جب کوئی مومن بندہ صدقہ و خیرات کرتا ہے تو دوزخ پکار کر کہتی ہے:

اے اللہ! اے مولیٰ کریم!

مجھے سجدۂ شکر کی اجازت عطا فرمائیں نے تیرے محبوب نبی حضرت محمد ﷺ کے

ایک اُمتی کو اپنے عذاب سے آزاد کر دیا

اس لیے کہ مجھے نبی کریم ﷺ سے حیا آتی ہے کہ میں اُن کے کسی امتی کو عذاب دوں

صدقہ کے چار حرف

صدقہ کے چار حرف کے معنی درج ذیل ہیں۔

ص۔ صد پر دلالت کرتا ہے صد کے معنی روکنے کے ہیں یعنی صدقہ کا "ص" دنیاوی و اُخروی تکالیف کو آنے سے روکتا ہے۔

د۔ دلیل پر دلالت کرتا ہے اس لیے کہ صدقہ، صدقہ دینے والے کو جنت کی طرف دلالت کرتا ہے

ق۔ قرب کی نشانی ہے کہ اس سے بندا اپنے رب کا قرب پاتا ہے

ہ۔ ہدایت پر دلالت کرتا ہے یعنی صدقہ کی وجہ سے ہدایت یافتہ ہوتا ہے۔

شیطان کے دشمن

ایک دن ابلیس سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں بوڑھے آدمی کے بھیس میں حاضر ہوا۔

آپ ﷺ نے دریافت کیا: تو کون ہے؟

اس نے کہا: میں ابلیس ہوں

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو میرے پاس کیوں آیا ہے؟

اس نے عرض کی: مجھے رب العالمین نے بھیجا ہے تاکہ میں آپ کے پاس حاضر ہو کر آپ کے ہر سوال کا جواب دوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بتا میری امت میں کون کون تیرے دوست ہیں اور کون تیرے دشمن ہیں؟

اس نے کہا: آپ کی امت میں میرے درج ذیل دشمن ہیں۔

- امام عادل
- دولت مند منکسر المزاج
- سچا تاجر

- وہ عالم دین جو اللہ سے ڈرتا ہو
- وہ مومن جو مسلمان بھائی کا خیر خواہ ہو
- رحیم القلب مومن
- توبہ کرکے اس پر قائم رہنے والا
- حرام سے بچنے والا
- ہر وقت باوضو رہنے والا
- حسنِ اخلاق سے پیش آنے والا
- وہ مومن جو دوسرے کو نفع پہنچائے
- وہ حافظِ قرآن جو قرآن کو خوب یاد رکھے
- رات کو جاگ کر عبادت کرنے والا
- نماز کا حریص
- جو ہر وقت نماز کے لیے تیار رہے
- وہ نوجوان جو اللہ کی اطاعت میں جوانی بسر کرے
- جو بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کے لیے بھلائی کا کام کرے
- بغیر کسی لالچ کے عوام کی بھلائی کرے

شیطان کے دوست

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اور میری امت میں تیرے دوست کتنے ہیں
اس نے کہا کہ آپ ﷺ کی امت میں میرے درج ذیل دوست ہیں۔

- ظالم بادشاہ
- دولت مند متکبر
- خیانتی تاجر
- شرابی
- چغل خور
- ریاکار
- سود خور
- یتیم کا حق کھانے والا
- زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا
- وہ جس کی آرزو بڑھتی چلی جائے

چھ چیزیں

بزرگ فرماتے ہیں کہ چھ چیزیں چھ چیزوں میں حسین ہوتی ہیں۔

1. علم عمل میں
2. عدل بادشاہ میں
3. سخاوت اغنیاء میں
4. توبہ شباب میں
5. صبر فقر میں
6. حیا عورتوں میں

❖ علم بے عمل اس گھر کی طرح ہے جس کی چھت نہ ہو

❖ بادشاہ میں عدل نہ ہو تو اس کنوئیں کی طرح ہے جس میں پانی نہ ہو

❖ اور نوجوانی میں توبہ نہ ہو تو وہ اس درخت کی طرح ہیں جس پر پھل نہ ہو

❖ اور جس فقر میں صبر نہ ہو وہ اس چراغ کی طرح ہیں جس میں روشنی نہ ہو

❖ اور جس عورت میں حیا نہ ہو تو وہ اس سالن کی طرح ہے جس میں نمک نہ ہو

وقتِ نزول رحمت

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ ہر رات پہلے آسمان پر نزول اجلال فرماتا ہے یعنی رحمتِ خدا نازل ہوتی ہے یہاں تک جب رات کا تہائی حصہ بچ جاتا ہے تو فرماتا ہے کہ میں ہی ساری خدائی کا مالک ہوں کون ہے تم میں سے جو مجھ سے سوال کرے اور میں اس کا سوال پورا کروں۔

اور کون ہے تم میں سے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں دعا قبول کروں۔

اور کون ہے تم میں سے جو مجھ سے گناہوں کی بخشش مانگے اور میں اس کے گناہ بخش دوں۔

توبہ کے درجات

امام غزالی نے منہاج العابدین میں توبہ کے درج ذیل درجات لکھے ہیں۔

- اپنے گناہوں کو قبیح ترین طریق سے عرض کرنا
- اللہ تعالیٰ کے سخت سے سخت عذاب اور شدید ترین عذاب کو یاد کرنا اور اپنے آپ کو کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے اتنے بڑے عذاب کی طاقت مجھ میں کہاں۔
- اپنی کمزوری کو یاد کرنا اور یاد کرنا کہ اس وقت میری یہ حالت ہے کہ سورج کی معمولی گرمی کی تاب نہیں لا سکتا اس کی حرارت سے جاں بلب ہو جاتا ہوں اور چیونٹی کے کے ڈسنے سے سارا جسم کانپ جاتا ہے پھر وہ گھڑی کیسے

گزرے گی جب جہنم کی آگ اپنے زوروں پر ہو گی اور جب جہنم کے سپاہیوں کے چابک اپنی پوری قوت سے میری جان پر پڑیں گے اور وہاں کے سانپ کے ڈسنے کی طاقت جب کہ وہاں کے ایک سانپ کے ڈسنے کی طاقت کیسی ہو گی جب کہ اس سانپ کا پھن اتنا بڑا ہو گا جیسے عجمی اونٹ کی گردن موٹی ہوتی ہے اور وہاں کے بچھو خچروں کی طرح موٹے ہوں گے جو کہ جہنم ہی سے پیدا کیے گئے ہوں گے اور وہ دار الغضب ہے۔

نبوی پیشن گوئی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عنقریب میری امت پر ایسا وقت آنے والا ہے کہ

- علماء طمع میں پھنس جائیں گے
- تاجر سودی کاروبار کریں گے
- ان کے حکام ظالم بن جائیں گے
- عبادت گزار ریاکار بن جائیں گے
- عورتیں دنیا کی زینت پر فریفتہ ہو جائیں گی

سب سے بڑی کرامت

حضرت شیخ ابوالعباس نے فرمایا کہ یہ بڑی کرامت نہیں کہ کسی کے لیے کہا جائے کہ اس کے لیے زمین لپیٹی گئی اور وہ چند منٹوں میں مکہ معظمہ پہنچ گیا بلکہ سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ اس سے بری خصلتیں دور ہو جائیں اور وہ نیک اخلاق کا مالک بن جائے۔

کرامت

حضرت ابو یزید بسطامی سے عرض کی گئی کہ فلاں شخص پانی پر چلتا ہے
آپ نے فرمایا: کیا مچھلی پانی میں نہیں چلتی لہذا پھر مچھلی کو بھی صاحبِ کرامت کہا جائے
پھر عرض کی کہ فلاں شخص ہوا میں اڑتا ہے۔
آپ نے فرمایا: کیا پرندے ہوا میں نہیں اڑتے تو پھر پرندوں کو بھی صاحبِ کرامت کہا جائے۔
پھر عرض کی: فلاں شخص شہر مکہ میں خانہ کعبہ کی زیارت کو جاتا ہے اور پھر ایک ہی دن میں واپس لوٹ آتا ہے۔
آپ نے فرمایا: پھر ابلیس کے لیے کیا کہو گے وہ بھی تو ایک لحظہ میں تمام روئے زمین کا چکر لگا لیتا ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے۔
حقیقی سالک وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں سرگرم رہے اور وہ شریعت کا پابند ہو کوئی بھی خلاف شریعت کام اس سے سرزد نہ ہو۔

درندے پر حکومت

حضرت سفیان ثوری اور حضرت شیبان راعی حج کے سفر پر روانہ ہوئے۔

ابھی راستے ہی میں تھے کہ دیکھا ایک شیر آرہا ہے۔

حضرت سفیان نے حضرت شیبان سے کہا وہ دیکھو شیر آرہا ہے حضرت شیبان نے فرمایا:

خوف نہ کرو۔

یہ کہہ کر حضرت شیبان آگے بڑھے اور اس شیر کے دونوں کان مروڑے اس سے وہ شیر بڑبڑاتا ہوا جنگل کی طرف بھاگ گیا حضرت سفیان نے حضرت شیبان سے کہا: یہ کیا شہرت ہے؟

حضرت شیبان نے کہا کہ اگر شہرت کا خطرہ نہ ہوتا تو میں اپنا سامان اس درندے کی پیٹھ پر رکھ دیتا اور اسے مکہ معظمہ تک ہانک کر لے جاتا۔

نحوی اور ملاح

ایک نحوی دریا میں سفر کر رہا تھا بیٹھے بیٹھے کہنے لگا:

بابا! تم ساری زندگی کشتی ہی چلاتے رہے یا کچھ نحو بھی سیکھی۔

ملاح نے کہا: جناب میں نے تو بس کشتی چلانا ہی سیکھی ہے نحو نہیں سیکھی۔

نحوی نے کہا! بابا: تم نے تو آدھی زندگی برباد کر دی۔

ملاح خاموش ہو گیا۔

کچھ دیر کے بعد دریا میں طغیانی آگئی ملاح نے نحوی سے کہا: دریا بہت بپھرا ہوا ہے یہ کشتی ڈوب جائے گی کیا تمہیں تیرنا آتا ہے؟

نحوی نے کہا: نہیں۔

ملاح نے کہا: تم نے تو پوری زندگی ضائع کر دی۔

سبق:۔ کسی کو حقیر نہیں جاننا چاہیے۔

چھ جہنمی

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چھ اشخاص ایسے ہیں کہ بغیر حساب کئے جہنم میں جائیں گے۔

صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ! وہ کون لوگ ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ امرا ظلم وستم کی وجہ سے

۲۔ عرب لوگ تعصب کی وجہ سے

۳۔ دیہاتی تکبر کی وجہ سے

۴۔ تاجر خیانت کی وجہ سے

۵۔ مزدور جہالت کی وجہ سے

۶۔ اہل علم حسد کی وجہ سے

عمر میں برکت

حضرت اصمعی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک اعرابی کو دیکھا کہ وہ ایک سو بیس سال عمر کو پہنچ چکا تھا۔

میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے اتنی لمبی عمر کس طرح پائی؟

اس نے کہا کہ میں نے کسی سے حسد نہیں کیا یہ اس کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری عمر بڑھادی

منافق کون؟

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار باتیں ایسی ہیں کہ اگر وہ کسی شخص میں ہوں تو سمجھ لو کہ پکا منافق ہے اور جس میں ان کی ایک ہو تو سمجھ لو کہ منافقت کا اتنا ہی حصہ اس میں ہے یہاں تک کہ اس کو ترک نہ کرے۔

۱۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے

۲۔ جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے

۳۔ جب جھگڑے تو گالی گلوچ کرے

نفس کا علاج

حضرت ربیع بیمار تھے جب آپ کے دروازے پر سائل دستک دیتا تو آپ اپنی اہلیہ سے فرماتے کہ اس سائل کو گڑ دے دیجئے۔

اس لئے کہ آپ کو گڑ بہت پسند تھا۔

ایک دفعہ بیماری نے شدت اختیار کرلی اور آپ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ مرغی کا گوشت کھاؤں لیکن آپ اپنے نفس سے لڑتے رہے اور چالیس روز تک اپنی خواہش کا اظہار تک نہ کیا۔

ایک دن آپ نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ چالیس دن ہوئے کہ میرا نفس مجھ سے مرغی کا گوشت مانگتا ہے لیکن میں نے بھی ٹھان رکھی ہے کہ اس کو نہیں دوں گا مگر یہ بھی آخر نفس ہے میری ایک نہیں مانتا۔

اہلیہ نے عرض کی: اس میں آخر حرج کیا ہے؟ جب آپ کے لیے مرغی کا گوشت حلال ہے تو پھر اللہ تعالٰی کی نعمت سے منہ موڑنا کون سی بہتری ہے۔

آپ نے اپنی رضا کا اظہار اپنی اہلیہ سے کر دیا۔

آپ کی اہلیہ نے بازار سے مرغی منگوائی اور اُس کو خوب اچھے طریقے سے پکا کر حضرت ربیع کی خدمت میں پیش کیا۔ اسی دوران باہر سے کسی سائل نے صدا لگائی۔

اے اللہ تعالٰی کے بندو! اس کے لیے کچھ دو۔

حضرت ربیع نے فرمایا کہ یہی دستر خوان اس فقیر کے حوالے کر دو۔

عرض کی آپ کئی دنوں سے بھوکے ہیں اور بیمار بھی ہیں اور اس میں آپ کی صحت وعافیت کی اُمید بھی ہے ہم اس سائل کو دستر خوان کے کھانے کی قیمت پیش کر دیتے ہیں اس سے وہ راضی ہو جائے گا۔

آپ نے فرمایا کہ اس کی قیمت لے آؤ۔

اہلیہ مطلوبہ رقم لے کر آگئیں۔

آپ نے فرمایا: اب یہ کھانا اور رقم دونوں اس صدا لگانے والے کو دے دو۔

اہلیہ نے حضرت ربیع کے حکم کے مطابق کیا۔

یہ ہے شان اللہ والوں کی۔

ریاکاری کا انجام

حضرت منصور بن عمار فرماتے ہیں کہ میرا ایک دینی بھائی تھا اسے میرے ساتھ خوش عقیدت بھی تھی، دکھ سکھ کا ساتھی، بہت زیادہ عبادت گزار، راتوں کو تہجد کی نماز پڑھنے والا اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے زار و قطار رونے والا تھا۔

کئی روز گزر گئے اور وہ میرے پاس نہ آیا۔

میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ وہ فلاں شخص آج کل کیوں نہیں آرہا ہے۔

لوگوں نے بتایا کہ وہ عرصہ سے گھر میں بیمار پڑا ہوا ہے۔

میں اس کی عیادت کے لیے گھر سے روانہ ہوا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی بیٹی باہر آگئی اور مجھے اندر لے گئی۔

میں نے دیکھا کہ وہ شخص بستر مرگ پر پڑا ہوا ہے لیکن اس کا چہرہ سخت سیاہ ہو گیا ہے آنکھیں زرد اور ہونٹ خشک ہو چکے ہیں۔

میں نے اُس شخص سے کہا کہ لاالٰہ الااللہ کی کثرت کیجئے۔

میرے کہنے پر اُس شخص نے آنکھ کھولی اور مجھے گھور کر دیکھنے لگا۔

میں نے کہا کہ بھائی! اگر تم یہ کلمہ نہ پڑھو گے تو میں تجھے نہ نہلاؤں گا، نہ کفناؤں گا اور نہ تیری نماز جنازہ پڑھوں گا۔

اُس نے سن کر کہا کہ بھائی منصور مجھ سے یہ کلمہ نہیں پڑھا جاتا میرے لیے کلمہ شریف کے آگے پردہ لٹکا دیا گیا ہے۔

میں نے کہا: تیری نماز اور روزے، تہجد گزاری اور شب بیداری کہاں گئے؟

اُس نے کہا بھائی دراصل میری وہ تمام ریاضت و عبادت صرف ریاکاری تھی مقصد یہ تھا کہ لوگ مجھے نیک خیال کریں اور عابد و زاہد خیال کریں ورنہ در حقیقت میں دروازہ بند کر کے ایسے فاحش اور برے کام کرتا تھا کہ اللہ کی پناہ۔

اچھی جزا

حضرت ابراہیم بن ادھم اپنے دوستوں کے ساتھ رہا کرتے تھے دن میں مزدوری کرتے اور رات کو وہ رقم اپنے ان ہی دوستوں پر خرچ کر دیتے اور ان دوستوں کی عادت یہ تھی کہ دن میں روزہ رکھتے اور رات کو ایک ساتھ افطار کیا کرتے تھے۔

حضرت ابراہیم بن ادھم کی عادت تھی کہ ہمیشہ دیر سے تشریف لاتے ایک دن دوست کچھ ناراض ہوئے کہ یہ روزانہ ہی دیر سے آتے ہیں لہذا ناراضگی کا اظہار کرتے

ہوئے کہا کہ آج ان کا انتظار نہیں کرو بلکہ جو کچھ بھی موجود ہے اُس سے افطار کرو اور وقت پر سو جاؤ۔ جب تک اس طرح نہیں کرو گے انہیں اپنی غلطی کا احساس نہیں ہو گا۔

چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور افطار کے بعد عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے۔

ادھر حضرت ابراھیم بن ادھم جب واپس آئے تو سوچا کہ ان کے پاس نہ جانے کھانے کو کچھ ہو یا نہ ہو اور ممکن ہے کہ بھوکے ہی سو گئے ہوں۔

اس لئے باوجود اس کے کہ بہت تھکے ہوئے تھے چولہا گرم کیا آٹا گوندھا آگ پھونکنے سے ان کی داڑھی کے بال مٹی میں گرد آلود ہوئے جا رہے تھے۔

ان کے تمام دوست بیدار ہو گئے دیکھا اتنا بڑا ولی آگ پھونک رہا ہے اور اسے اس بات تک کی پرواہ نہیں کہ اس سے میری توہین ہو رہی ہے۔

سب نے ہاتھ باندھ کر عرض کی: حضرت یہ کیا؟

آپ نے فرمایا: میں دیر سے پہنچا اور خیال گزرا کہ آپ حضرات کو افطار کے لیے کوئی شے میسر نہ ہوئی ہو اور بھوکے سو گئے ہوں اسی لیے میں بجائے سونے کے آپ حضرات کے لیے کھانے کا بندوبست کر رہا تھا۔

سب شرمساری کے ساتھ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے کہ ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا اور یہ ہمارے ساتھ کیا کر رہے ہیں۔

سبق: برائی کی بری سزا آسان ہے اگر تو جوانمرد ہے تو برائی کرنے والے کو اچھی جزا دے۔

توکل کی برکت

حضرت ابو حمزہ خراسانی فرماتے ہیں کہ میں حج کے مبارک سفر کے لئے روانہ ہوا اور راستے میں ایک جگہ کنوئیں میں گر گیا۔

میرے نفس نے کہا کہ فریاد کیجئے تا کہ کوئی یہاں سے مجھے نکال لے۔

لیکن میںؒ نے اس کو توکل کے خلاف جانا اور نفس کی اس بات کو ٹال دیا۔

اس کے بعد چند آدمی کنوئیں کے اوپر سے گزر رہے تھے انہوں نے جب اس کنوئیں کو دیکھا تو آپس میں مشورہ کیا کیوں نہ اس کنوئیں کو ڈھک دیں تا کہ اس میں کوئی گر نہ جائے۔

میرے نفس نے کہا: اب تو جان جاتی ہے فریاد کرو تا کہ یہاں سے تمہیں نکال لیا جائے۔

میں نے اپنے نفس کی اس بات کو بھی ٹال دیا میں انہیں کیوں کہوں جب کہ میرا رب میری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے وہی میری نجات کے لیے کافی ہے اور وہی مجھے اس سے بچالے گا۔

اچانک دیکھا کہ کنوئیں کے آس پاس کچھ آہٹ سی محسوس ہوئی اور کسی شے نے اپنے پاؤں کنوئیں میں لٹکا دیئے گویا وہ مجھے کہہ رہی ہو کہ اس کے پاؤں پکڑ کر باہر آجاؤں اس شے کے پاؤں پکڑ کر باہر آیا تو دیکھا کہ وہ تو ایک خوفناک درندہ تھا جو مجھے کنوئیں سے نکال کر چلتا بنا اور مجھے ہاتف غیب نے کہا: ہم نے توکل کی برکت سے تجھے دو آفتوں سے بچا لیا ایک کنوئیں میں صبر کرنے پر دوسری اس درندے کے شر سے

حضرت ابراہیم بن ادھم

گئے دنوں کی بات ہے شہر بلخ پر ایک بادشاہ حکومت کیا کرتا تھا۔

ایک رات بادشاہ اپنے محل میں آرام کر رہا تھا کہ محل کی چھت پر دھم دھم کی آواز آئی۔

بادشاہ نے پوچھا کون ہے اور رات کو محل کی چھت پر کیا کر رہا ہے؟

آواز آئی کہ میرا اُونٹ گم ہو گیا اس کو تلاش کر رہا ہوں۔

بادشاہ نے کہا کہ کیا اونٹ کبھی محل میں اور وہ بھی محل کی چھت پر تلاش کیے جاتے ہیں۔

جواب ملا بھلا کیا خدا شاہی محل اور شاہی بستر میں بھی ملتا ہے؟

اس تنبیہ نے بادشاہ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔

دوسرے دن دربار لگا ہوا تھا کہ ایک شخص محل کے اندر داخل ہوا اور اسے سپاہیوں نے پکڑ لیا۔

بادشاہ نے پوچھا کہ تم کہاں آئے ہو؟ تمہیں معلوم ہے۔

اس اجنبی نے کہا کہ میں سرائے میں آیا ہوں۔

بادشاہ نے کہا کہ یہ بادشاہ کا محل ہے سرائے نہیں ہے۔

اس اجنبی نے کہا: بادشاہ سلامت یہاں آپ سے پہلے کون رہتا تھا؟

بادشاہ نے کہا کہ میرے والد۔

اس اجنبی نے پھر پوچھا: ان سے پہلے؟

بادشاہ نے کہا کہ ان کے والد اور میرے دادا۔

اس اجنبی نے پھر پوچھا: ان سے پہلے؟

بادشاہ نے کہا کہ میرے والد کے دادا اور میرے پردادا

اس اجنبی نے کہا: بادشاہ سلامت! پھر یہ سرائے نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے؟

اس کے بعد بادشاہ نے بادشاہت ترک کردی اور ولایت میں بڑا مقام پیدا کیا دنیا آپ کو ابراہیم بن ادہم کے نام سے جانتی ہے۔
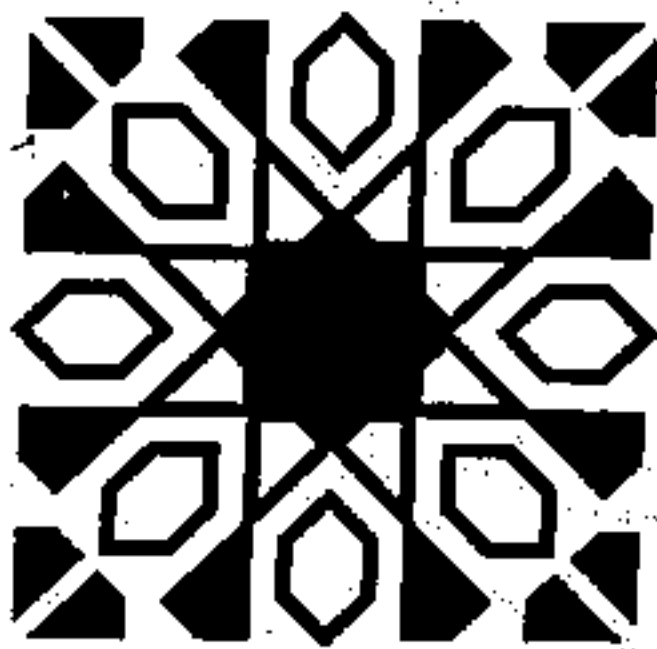
بھروسہ

حضرت حاتم اصم فرماتے ہیں کہ ہماری ایک عرصے سے کافروں سے جنگ چل رہی تھی ایک دن ایک کافر نے مجھ پر تیر چلایا جس کی وجہ سے میں اپنے گھوڑے سے نیچے گر پڑا وہ اپنے گھوڑے سے نیچے اترا اور میرے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور میری ڈاڑھی نوچ لی اور جیب سے چاقو نکال کر میری گردن کاٹنے کا ارادہ کرنے لگا۔

لیکن اللہ تعالٰی کے فضل و کرم سے نہ تو مجھے اُس کے غالب آنے کا خوف تھا اور نہ سینے پر سوار ہو کر گردن کو تن سے جدا کر دینے کا ڈر۔

میں ساکت و صامت دل ہی دل میں اللہ تعالٰی سے فریاد کر رہا تھا کہ اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا۔

یہ کافر اگر مجھے ایسے ہی قتل کر دے اور تو اس پر راضی ہے تو بسر و چشم ورنہ اے میرے مولٰی تو جانتا ہے کہ میں تیرا بندہ اور تو میرا رب ہے اور میری جان تیرے قبضہ قدرت میں ہے تو جس طرح چاہے میں راضی ہوں۔

میں یہی بات دل ہی دل میں کہہ رہا تھا کہ کسی مسلمان بھائی نے دور سے تیر چلایا جو اس کافر کے حلق پر جا کر لگا اور وہ کافر تیر کھا کر نیچے گر پڑا میں نے اٹھ کر اس کے چاقو سے اسی کی گردن کاٹ دی۔

خواص کی سخاوت

گئے دنوں کی بات ہے ایک بستی میں ایک نیک مائی رہا کرتی تھی ایک دن اُس نے ایک شخص سے پوچھا کہ تم سخاوت کسے کہتے ہو؟

اُس شخص نے جواب دیا کہ مال خرچ کرنے کو۔

اُس نیک مائی نے کہا کہ یہ تو اہلِ دنیا اور عوام کی سخاوت ہے میں تو خواص کی سخاوت کا پوچھ رہی ہوں۔

اُس شخص نے جواب دیا" اپنی تمام طاقت اطاعت الٰہی میں صرف کر دینا "

مائی صاحبہ نے کہا کہ اچھا تو پھر تم ثواب کی امید بھی رکھتے ہو گے۔

انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔

مائی صاحبہ نے کہا: پھر ایک دے کر دس لیتے ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

جو ایک دے اُس کو دس نیکیاں ملیں گی۔

انہوں نے کہا: ہاں!

مائی صاحبہ نے کہا کہ پھر یہ کیا خاک سخاوت ہوئی۔

انہوں نے کہا: مائی صاحبہ آپ کے نزدیک سخاوت کس چیز کا نام ہے۔

اُس نیک مائی نے کہا: وہ عمل صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہو نا کہ جنت کے لالچ میں اور نہ ہی دوزخ کے خوف سے اور نہ ہی ثواب کی خاطر اور نہ ہی عذاب کے ڈر سے۔

علم وحوصلہ

بہت عرصہ پہلے کی بات ہے ایک بستی میں ایک بزرگ رہا کرتے تھے جہاں نیک لوگ موجود ہوتے وہیں پر کچھ ان کے بدخواہ بھی موجود ہوتے ہیں۔

اُن بزرگ کا بھی ایک بدخواہ تھا ایک دن وہ بزرگ کہیں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے انہیں سخت گالی دی وہ بزرگ وہاں سے اٹھ کر تشریف لے گئے وہ شخص بھی ان کے پیچھے پیچھے گالیاں دیتے ہوئے چل پڑا۔

جب وہ بزرگ گھر کے قریب پہنچ گئے تو اُس شخص سے کہا کہ بھائی کچھ اور گالیاں رہ گئیں ہیں تو وہ بھی دے دو کیونکہ میرا گھر نزدیک آگیا ہے اگر میری برادری والوں نے سن لیا تو وہ تمہیں ماریں گے۔

وہ شخص ان بزرگ کا حلم وحوصلہ دیکھ کر سخت شرمسار ہوا اور اپنے رویئے کی معافی مانگی اور کہا: مجھے کچھ نصیحت کریں۔

بزرگ نے فرمایا: حُسن خُلق میں وسعت پیدا کرو اور برائیوں سے دور رہ۔

میرا بندہ

سیدنا بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو اُن کے وصال کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھا تو پوچھا: حضرت منکر نکیر کو کیا جواب دیا۔

فرمایا: جب وہ میرے پاس آئے تو مجھ سے حسبِ دستور پوچھا:

مَن ربُّک تیرا رب کون ہے؟

تو میں نے کہا اُسی سے پوچھو کہ واقعی بایزید تیرا بندہ ہے تو بیڑا پار ہے ورنہ میں اگر ہزار بار بھی کہوں کہ میں اس کا بندہ ہوں اور وہ قبول نہ کرے تو پھر کیا فائدہ۔

درجہ

حضرت ابراھیم بن ادھم نے ایک شب بیت المقدس میں ہی عبادت کی جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو دو فرشتے آسمان سے اُترے۔

ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہاں کون ہے؟

دوسرے نے کہا: یہاں ابراھیم بن ادھم ہیں۔

پھر پہلے نے کہا کہ ابراھیم بن ادھم کا اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک درجہ کم ہو گیا ہے۔

دوسرے نے کہا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟

پہلے نے کہا کہ انہوں نے بصرہ سے کھجور خریدی تو اچانک دوکاندار کی ایک کھجور ابراھیم بن ادھم کی کھجوروں میں مل گئی۔

حضرت ابراھیم بن ادھم فرماتے ہیں کہ میں صبح کو اٹھ کر سیدھا بصرہ پہنچا اور اس دوکاندار کی کھجوروں میں ایک کھجور ڈال کر واپس بیت المقدس لوٹ آیا۔

اسی طرح رات کو بیت المقدس میں عبادت کی جب رات کا ایک حصہ گزر گیا تو پھر وہی دو فرشتے زمین پر اترے تو پہلے کی طرح ایک نے کہا: یہاں پر کون ہیں؟

دوسرے نے جواب دیا: یہاں ابراھیم بن ادھم ہیں۔

پہلے نے کہا: وہی ابراھیم بن ادھم جو بصرہ کے دوکاندار کو اُس کی کھجور واپس کر کے آئے ہیں اس کی وجہ سے اُن کا گرا ہوا درجہ پھر بلند ہو گیا ہے۔

زکوٰۃ کی اہمیت

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کسی جگہ سے گزر رہے تھے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی:

اے رب العالمین! یہ بندہ کیسی اچھی نماز پڑھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے کلیم! اگرچہ یہ شخص دن میں ہزار رکعت پڑھے، ہزار غلام آزاد کرے، ہزار آدمیوں کی نماز جنازہ پڑھے، ہزار حج ادا کرے اور ہزار جہاد کرے تو اسے کوئی نفع نہیں ہو گا جب تک کہ زکوٰۃ ادا نہ کرے۔

ایک روز سیدنا جبریل امین غمگیں ہو کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جبریل امین کی اُداسی کا سبب پوچھا:

عرض کی کہ آج سے جہنم کو تیز کیا جارہا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کیا ہے؟

عرض کی: جہنم وہ ہے کہ جب وہ پیدا کی گئی تو اسے ایک ہزار سال تک سلگایا گیا یہاں تک کہ وہ سرخ ہو گئی۔

پھر اسے مزید ہزار سال تک سلگایا گیا تو وہ زرد ہو گئی۔

پھر اسے ہزار سال تک سلگایا گیا تو وہ سیاہ ہو گئی۔

پھر مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا کہ اگر اُس کا صرف ایک انگارہ زمین پر گر جائے تو تمام دنیا راکھ ہو جائے اور اگر اُس کے لباس کا ایک حصہ زمین وآسمان کے درمیان لٹکایا جائے تو بدبو سے تمام جہان فنا ہو جائے۔

اُس کے سات دروازے اوپر نیچے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اس کے مکین کون ہوں گے؟

عرض کی کہ پہلے میں منافقین اس کا نام حاویہ ہے۔

دوسرے میں مشرکین اس کا نام جحیم ہے۔

تیسرے میں صابئین اس کا نام سقر ہے۔

چوتھے میں ابلیس اور اس کے ساتھی اور مجوس اور اس کا نام لظیٰ ہے۔

پانچویں میں یہود اس کا نام حطمہ ہے۔

چھٹے میں نصاریٰ اس کا نام سعیر ہے۔

ساتویں میں کلمہ گو گنہگار داخل ہوں گے اس کا نام نار ہے۔ اس میں یہ صرف تین دن رہیں گے پھر سرکار دوعالم ﷺ کی شفاعت سے باہر آئیں گے۔

سنہری پیغام

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

جو تم سے تعلق توڑے تم اُس سے جوڑنے کی کوشش کرو۔

جو تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کردو۔

اور جو تمہارے ساتھ برائی کرے اس کے ساتھ احسان کرو۔

شیطان کی بیٹی

کچھ لوگ ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم عبادت تو کرتے ہیں مگر حلاوت محسوس نہیں ہوتی۔

انہوں نے فرمایا کہ قلب میں حلاوت کیسے محسوس ہو؟

جب تم نے اپنے دل میں شیطان کی بیٹی کو ٹھہرایا ہوا ہے یعنی دنیا کی محبت۔

اب شیطان اپنی بیٹی سے ملاقات کے لیے تو آئے گا نا!

اور اس کی بیٹی کا گھر تمہارا دل ہے اور جب وہ دل میں داخل ہوتا ہے تو لازماً تمہارے دلوں پر ظلمت چھا جاتی ہے۔

مردہ قوم

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے احباب سے فرمایا کہ تم مردوں کے پاس نہ بیٹھا کرو ان کی نحوست سے تمہارے دل بھی مردہ ہو جائیں گے۔

انہوں نے عرض کی: یا روح اللہ! مردہ کون ہے؟

آپ نے فرمایا: دنیا سے محبت کرنے والے اور اس کی رغبت میں مست و مدہوش رہنے والے۔

روحانی علاج

حضرت ابو عامر بہت بڑے واعظ گزرے ہیں آپ کے وعظ میں اتنا اثر تھا کہ مردہ دل زندہ ہو جاتے تھے۔

فرماتے ہیں کہ ایک دن میں مسجد نبوی میں بیٹھا تھا کہ ایک نوجوان میرے پاس آیا اور اس نے ایک خط میرے ہاتھ میں تھما دیا اُس خط میں لکھا تھا۔

اے میرے بھائی ابو عامر! اللہ تعالیٰ تمہیں نیک بخت بنائے مجھے آپ کی تشریف آوری سے بہت خوشی ہوئی۔

ایک عرصہ سے آپ کی زیارت کا خواہش مند ہوں اگر زیارت کرا جائیں تو بڑی نوازش ہو گی۔

میں خط پڑھ کر اس نوجوان کے ساتھ چل دیا چلتے چلتے ہم ایک ویران گھر تک پہنچے جس کا دروازہ چھڑیوں کا تھا۔

اس گھر میں ایک بوڑھا شخص جو چلنے پھرنے سے بھی عاجز تھا قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھا ہوا نہایت غمگیں تھا اس پر اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت کے آثار نمایاں تھے۔

رو رو کر بینائی بھی کمزور ہو چکی تھی۔

میں نے گھر میں داخل ہو کر اس بوڑھے شخص کو سلام کیا: السلام علیکم!

اس نے میرے سلام کے جواب میں کہا: وعلیکم السلام!

اور مجھ سے کہا: اے ابو عامر مجھے تمہارا وعظ سننے کا بے حد شوق ہے اور میں چاہتا تھا کہ میں کبھی تمہارا وعظ سنوں۔

میری ایک روحانی بیماری ایسی ہے جس کے علاج سے تمام واعظین تنگ آچکے ہیں۔

میں نے کہا: اے شیخ! اپنے دل کی آنکھ سے آسمان کے ملکوت کو دیکھئے اور اپنے ایمان کے ساتھ جنت الماویٰ کی طرف منتقل ہو جایئے۔

پھر دیکھئے وہی مراتب جو اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں (ولیوں) کے لیے تیار فرمائے ہیں اس کے بعد جلانے والی نار جہنم کو بھی دیکھئے جو اللہ تعالیٰ نے بد بختوں کے لیے تیار فرمائی ہے ان دونوں مرتبوں کے درمیان زمین وآسمان کا فرق ہے اور یہ دونوں گروہ برابر نہیں ہو سکتے۔

جب اس بوڑھے شخص نے میرا وعظ سنا تو چیخا اور بہت زیادہ رویا۔

اور کہا کہ اے ابو عامر! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے بخدا آپ کے روحانی وعظ نے میری بیماری کو فائدہ پہنچایا ہے۔ کچھ اور فرمایئے۔

پھر میں نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر راز سے آگاہ ہے اگرچہ لاکھوں پردوں میں چھپ کر کوئی فعل سرزد ہو گا تب بھی وہ اس سے آگاہ ہو جائے گا پھر وہ تیرے ظاہر سے بھی بے خبر نہیں ہے۔

بوڑھے نے جب یہ بات سنی تو پھر چیخا اور پہلے سے بھی بہت زیادہ رویا اور روتے روتے زمین پر گر پڑا اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

اس کی موت کے بعد اس جھونپڑی کے دوسرے حصے سے ایک نوجوان لڑکی نکلی جو برقعہ اوڑھے ہوئے تھی اور اس کا صوفیانہ اونی لباس تھا اس سے عبادت کے آثار ٹپکتے تھے۔

مجھ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا برکت ہو تمہارے قول ووعظ میں تم عارفین کے قلوب کے معالج ہو۔

یہ شیخ میرے والد ہیں اور وہ روحانی بیماری میں بیس سال سے بیمار تھے اور ان کی یہ تمنا تھی کہ کسی طرح ابو عامر کا وعظ سن لیں تا کہ اپنے مردہ دل کو زندہ کرسکیں اور دل پر چھائی ہوئی غفلت دور ہو سکے۔

پھر وہ نوجوان لڑکی اپنے بوڑھے باپ کے جسم سے لپٹ کر رونے لگی اس کے چہرے اور ہاتھوں کو بوسہ دیتی جاتی اور رو رو کر ہلکان ہو جاتی۔

میں نے اس لڑکی سے کہا کہ اے رونے والی! کیوں روتی ہو تمہارے باپ کا قصہ تمام ہوا وہ فانی دنیا سے کوچ کر کے دارالبقا میں پہنچ گئے اگر ان کے پاس نیکی کی پونجی ہے تو انہیں مبارک ہو اگر برائیوں میں ملوث تھے تو اسے سزا ملے گی۔

یہ سن کر وہ لڑکی بھی چیخ مار کر مر گئی۔

میں ان دونوں کی موت سے سخت غمگیں ہوا پھر میں نے ان دونوں کو خواب میں دیکھا کہ جنت میں بہترین اور اعلیٰ مقام پر فائز ہیں اور ان دونوں پر سبز پوشاکیں ہیں۔

میں نے اس بوڑھے شخص سے پوچھا کہ بابا کیا حال ہے؟

تو اس نے کچھ شعر پڑھے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اے ابو عامر جو مراتب ملے ہیں اس میں تو بھی شریک ہے ذرا آگے بڑھ کر خود اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمایئے۔

کیونکہ شریعت کا فیصلہ ہے کہ جو شخص جس غافل کی غفلت کو دور کر دے گا تو آدھا ثواب اس نصیحت کرنے والے کو ملتا ہے اور اس کے ثواب میں بھی کمی نہیں آتی۔

اُس کے بعد اُس نے کہا کہ میں جب اپنے کریم رب کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اس نے مجھے اپنے فضل و کرم سے جنت میں جگہ دی اور بہت حسین و جمیل حور عطا فرمائی۔

پس اے ابو عامر! تم اپنے رب کی بارگاہ میں استغفار کرنا اور شب و روز اور صبح و شام مغفرت طلب کرنا اور نیک لوگوں کی عادتوں کے حصول کی دعا مانگنا۔

گناہ سے بچنے کا صلہ

ایک بستی میں ایک لوہار رہا کرتا تھا وہ گرم لوہے کو اپنے ہاتھ پر رکھ لیتا تھا مگر اس کا ہاتھ نہیں جلتا تھا۔

کسی نے اس سے اس کا سبب پوچھا کہ بھائی تم گرم لوہے کو ہاتھ میں پکڑ لیتے ہو لیکن تمہارا ہاتھ نہیں جلتا۔

تو اس نے کہا: میں ایک عورت پر عاشق ہو گیا اور اسے ہر طرح ہر طریقے سے اپنی طرف راغب کرنے کی کوشش کی لیکن وہ نہ مانی، میں نے اسے مال و دولت کا لالچ بھی دیا لیکن اس نے کہا کہ میرا شوہر زندہ ہے اور مجھے ہر طرح کی سہولت پہنچاتا ہے مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

کچھ دنوں کے بعد میں نے سنا کہ اس کا شوہر فوت ہو گیا ہے تو میں نے اس کو نکاح کا پیغام پہنچایا پھر اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں دوسری شادی کر کے اپنی اولاد کو ذلیل نہیں کرنا چاہتی۔

کچھ عرصے کے بعد غربت اور تنگ دستی نے اس عورت کو گھیر لیا اور فقر وفاقہ تک نوبت آپہنچی اس نے مجھے کہلا بھیجا کہ بطور قرض کچھ رقم مجھے دے دو۔

میں نے اس کو جواب دیا کہ جب تک تم میرا کام نہیں کرو گی میں تمہیں کچھ نہیں دے سکتا یہاں تک کہ وہ راضی ہو گئی اور میں معاہدہ کے لیے اس کے پاس چلا گیا جب میں اس کے پاس پہنچا تو وہ مجھے دیکھتے ہی کانپنے لگی۔

میں نے اس سے پوچھا کہ کیا ہوا؟

تو کہنے لگی کہ مجھے اللہ سمیع وبصیر سے ڈر لگتا ہے۔

میں نے اسے چھوڑ دیا تو اس کے منہ سے یہ دعا نکلی کہ اللہ تعالی تمہیں آگ سے بچائے۔

اُس وقت سے مجھے دنیا کی آگ نہیں جلاتی اور اللہ تعالی سے امید رکھتا ہوں کہ مجھے جہنم کی آگ بھی نہیں جلائے گی۔

سنہری پیغام

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں جنت کے دریچوں کا حال سناؤں۔

ہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! جی سنایئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسے دریچے ہیں جن کا اندر باہر سے نظر آتا ہے اور باہر اندر سے نظر آتا ہے اور ان کے اندر ایسی نعمتیں اور لذتیں ہیں کہ جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔

میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ کن لوگوں کو نصیب ہوں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ان کے لیے ہوں گے جو

السلام علیکم کی سنت پر عمل کرتا ہے۔

بھوکوں کو کھانا کھلاتا ہے۔

اور روزوں پر مداومت کرتا ہے۔

اور رات کو نماز پڑھتا ہے جب لوگ سو رہے ہوں۔

مکروہ دنیا

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن دنیا کو بڑھیا کی صورت میں لایا جائے گا جو نہایت ہی کمزور، مکروہ اور ٹیڑھی آنکھوں والی ہوگی اور اس کے بڑے بڑے دانت باہر نکلے ہوئے ہوں گے اور سر سے پیر تک وہ جلی ہوئی ہوگی۔

لوگوں سے کہا جائے گا کہ اس کو پہچانتے ہو کہ یہ کون ہے؟

سب لوگ کہیں گے ہم اس کی پہچان سے پناہ مانگتے ہیں۔

کہا جائے گا یہی وہ تمہاری محبوبہ (دنیا) ہے جس کے لیے

تم ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے۔

ایک دوسرے سے قطع رحمی کرتے تھے۔

ایک دوسرے سے حسد کرتے تھے۔

بغض وعداوت کی آگ جلتے تھے۔

اور اس کے لیے تم دھوکے بازی اور دھوکہ سازی کرتے تھے۔ پھر اس کو دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا۔

وہ پکارے گی اے اللہ! میرے چاہنے والے اور میرے ساتھ تعلق رکھنے والے کہاں ہیں؟ ان کو بھی میرے ساتھ بھیج دے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دنیا کے عاشقوں کو بھی دنیا کے ساتھ ہی جہنم میں پھینک دو۔

سنہری پیغام

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت میں چند ایسے لوگوں کو بھی اٹھایا جائے گا جن کے نیک اعمال تہامہ پہاڑ کے برابر ہوں گے۔

لیکن حکم ہوگا۔ انہیں جہنم میں بھیج دو لہذا ان کو جہنم میں بھیج دیا جائے گا۔

عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا وہ نمازی بھی ہوں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں وہ نمازی بھی ہوں گے، روزے بھی رکھتے ہوں گے بلکہ شب بیداری بھی کرتے ہوں گے لیکن دنیا کے ایسے عاشق تھے کہ جہاں انہیں نظر آتی وہ اس پر ٹوٹ پڑتے۔

حکمت کے موتی

حضرت ابو بکر واسطی فرماتے ہیں ہر کام میں تاخیر ہو سکتی ہے مگر تین کاموں میں ہر گز نہیں کی جائے گی۔

1. نماز میں
2. میت کی تدفین میں
3. گناہ کے بعد توبہ میں

سواری

حضرت ابراھیم بن ادھم بیت اللہ شریف کی زیارت کے لیے پیدل تشریف لے جارہے تھے آپ کے برابر میں ایک اعرابی اونٹنی پر سوار ہو کر جارہا تھا۔

اس اعرابی نے ابراھیم بن ادھم سے پوچھا: اے شیخ! کہاں کا ارادہ ہے؟

حضرت ابراھیم بن ادھم نے فرمایا: بیت اللہ شریف کا قصد ہے۔

اس اعرابی نے کہا: پیدل اور اتنا لمبا سفر، بغیر سواری کے یہ سفر کیسے طے کرو گے؟ آپ کے لیے تو سواری نہایت ضروری ہے۔

حضرت ابراھیم بن ادھم نے فرمایا کہ میرے پاس بہت سی سواریاں ہیں۔

اس اعرابی نے کہا وہ کہاں ہیں؟

آپ نے فرمایا مجھ پر مصائب کا حملہ ہوتا ہے تو صبر کی سواری پر سوار ہو جاتا ہوں

اور جب مجھے کوئی نعمت نصیب ہوتی ہے تو شکر کی سواری لے لیتا ہوں

اور جب مجھ پر قضاو قدر وارد ہوتی ہے تو رضائے الٰہی کی سواری میرے پاس ہوتی ہے۔

جب مجھ سے نفس کسی خواہش کا مطالبہ کرتا ہے تو میں کہتا ہوں بہت گزر گئی ہے باقی تھوڑی رہتی ہے۔

اعرابی نے یہ سن کر کہا! درحقیقت آپ سوار ہیں اور میں پیدل ہوں۔

موت کا دن اور موت کی رات

ایک بستی میں ایک نیک صالح عورت رہا کرتی تھی اس کی عادت تھی دن ہوتا تو کہتی یہی میری موت کا دن ہے اور صبح سے شام تک عبادت میں مصروف رہتی جب شام ہوتی تو کہتی یہی رات میری موت کی رات ہے پھر ساری رات عبادت میں گزار دیتی۔

اس طریقے سے اپنی زندگی گزاری یہاں تک کہ ان کا وصال ہو گیا۔

سنہری پیغام

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک اعرابی حاضر ہوا اور کہا: میں پانچ وقت کی نماز ادا کرتا ہوں، رمضان کے مہینے کے روزے رکھتا ہوں۔

فقیر و محتاج ہوں اس لیے زکوٰۃ دے سکتا ہوں اور نہ ہی حج کر سکتا ہوں۔

جب قیامت قائم ہو گی تو ارشاد فرمائیے میں جنت کے کس درجے میں ہوں گا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس اعرابی کی بات سن کر مسکرا دیئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو اپنی آنکھوں کو محرمات سے اور خلق خدا کو حقارت کی نگاہ سے اور قلب کو کینہ اور حسد سے اور زبان کو جھوٹ اور غیبت سے محفوظ کر لے پھر جنت میں تم میرے ساتھ ہو گے۔

خوشبو کا راز

گئے دنوں کی بات ہے بصرہ میں ایک نوجوان رہا کرتا تھا اس کے جسم سے ہر وقت خوشبو آتی تھی حالانکہ وہ خوشبو کا استعمال بالکل بھی نہیں کرتا تھا۔

کسی نے اس سے اس خوشبو کا سبب پوچھا کہ آخر تمہارے جسم سے یہ خوشبو کیوں آتی ہے؟

تو اس نوجوان نے بتایا کہ میں بہت حسین و جمیل تھا اور ساتھ ساتھ حیا اور شرم بھی میرے اندر بہت تھی۔

لوگوں نے میرے والد کو مشورہ دیا کہ اسے بازار میں بٹھا دو لوگوں سے میل جول ہوگا اس کا معاملہ درست ہو جائے گا۔

میرے والد نے مجھے ایک کپڑے والے کی دکان پر بٹھا دیا

ایک دن دکان پر ایک بڑھیا آئی اور کچھ کپڑوں کو دیکھنے کے بعد کہنے لگی میری مالکہ گھر میں ہیں انہیں اگر گھر پر کپڑے دکھا دیے جائیں تو ممکن ہے کہ وہ زیادہ کپڑے خرید لیں۔ آپ کپڑوں کے ساتھ اس نوجوان کو بھی بھیج دیجیے۔

مالک نے کپڑوں کے ساتھ مجھے بھی بھیج دیا تاکہ جو پسند آجائیں وہ لے لیں اور باقی واپس لے آؤں۔

وہ بڑھیا مجھے اس بنگلے میں لے گئی جہاں اس کی مالکہ بیٹھی تھی۔

میں جب اس کے کمرے میں داخل ہوا تو کمرے کے دروازے کو بند کر دیا گیا۔

اس کی مالکہ نوجوان تھی اور بلا کی حسین تھی اس نے مجھ سے اپنی خواہش کا اظہار کیا۔
میں نے اسے بہت سمجھایا لیکن وہ نہ مانی اور اس نے کہا کہ جب تک میری خواہش پوری نہیں کرو گے تم اس کمرے سے باہر قدم نہیں رکھ سکتے۔
میں نے سوچا کہ یہ ہرگز مجھے نہیں چھوڑے گی میں نے ایک ترکیب کی اور اس عورت سے کہا کہ میں بیت الخلاء جانا چاہتا ہوں وہاں سے فارغ ہو کر دیکھتا ہوں ہوں۔
بیت الخلاء میں پہنچ کر میں نے نجاست کو اپنے جسم پر مل لیا اور ہاتھ پیروں پر لیپ لیا۔
اس پر اس ملکہ نے اور اہل خانہ نے مجھے پاگل سمجھ کر گھر سے باہر نکال دیا پانی کے ایک جوہڑ پر جا کر میں نے اس نجاست کو دور کیا اور گناہ سے بچ جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔
رات کو خواب میں کسی نے مجھے مبارک باد دی اور گناہ سے بچنے کے اس عمل کے صلے میں میرے جسم پر ہاتھ پھیرا اس ہاتھ پھیرنے کی یہ برکت ہے کہ آج تک میرے جسم سے خوشبو نہیں جاتی۔
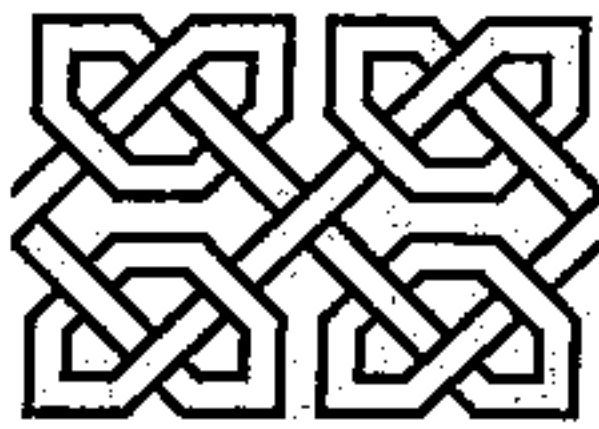
گوشہ تنہائی

ایک بزرگ سے ان کے شاگردوں نے شکایت کی کہ حضرت آپ ہم سب میں سے ایک شاگرد پر ہی خاص نظر کرم کرتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ حالانکہ ہم سب آپ کے شاگرد ہیں جیسے وہ ہے۔ اس لیے آپ کی توجہ کے ہم بھی اتنے ہی حق دار ہیں جتنا کہ وہ شاگرد۔

بزرگ نے فرمایا کہ اس کی وجہ میں تمہیں عنقریب بتاؤں گا۔

چند روز ٹھہر کر انہوں نے اپنے تمام شاگردوں کو ایک پرندہ دیا کہ اس کو ذبح کر کے لے آؤ۔ مگر اس بات کا خیال رہے کہ اس کو کسی ایسی جگہ پر ذبح کرنا جہاں تمہیں کوئی دیکھ نہ رہا ہو اور اس شاگرد کو بھی پرندہ دے کر یہ ہی کہا۔

سب شاگرد تنہائی میں پرندوں کو ذبح کر کے واپس لوٹ آئے لیکن وہ شاگرد پرندے کو ذبح کیے بغیر ہی واپس لوٹ آیا۔

اس شاگرد سے پوچھا: بھئی تم نے پرندے کو ذبح کیوں نہیں کیا؟

اس نے کہا کہ استاد محترم! اس پرندے کو ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں کوئی نہ دیکھ رہا ہو۔ لیکن میں جہاں جہاں بھی اسے تنہائی میں لے کر جاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات کا خیال غالب رہتا کہ وہ تو مجھے دیکھ رہا ہے اس لیے میں اس پرندے کو ذبح کیے بغیر ہی لے آیا ہوں۔

استاد نے باقی شاگردوں سے کہا کہ یہی وہ وجہ کہ جس کے سبب سے یہ مجھے عزیز ہے۔

مظلوم سے لاپرواہی

حضرت ابو میسرہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کا انتقال ہو گیا قبر میں منکر نکیر تشریف لائے تو اسے کہا کہ تمہیں سو کوڑے مارے جائیں گے۔

وہ کہنے لگا کہ میں نے دنیا میں فلاں نیکی کی تھی اس کی اس نیکی کے سبب منکر نکیر کہیں گے کہ تیرے دس کوڑے معاف کرتے ہیں۔

پھر وہ کوڑے مارنے کو تیار ہوں گے تو وہ پھر کہے گا کہ میں نے فلاں نیکی بھی کی تھی۔ منکر نکیر پھر دس کوڑے معاف کر دیں گے۔

اس طرح کوڑے معاف ہوتے ہوتے صرف ایک کوڑا باقی رہ جائے گا۔

تب منکر نکیر کہیں گے اب ہم تجھے نہیں چھوڑیں گے اور تجھے ایک کوڑا ضرور کھانا پڑے گا۔

چنانچہ انہوں نے اسے ایک کوڑا رسید کیا۔

تو اس کی قبر میں آگ بھڑک اُٹھی۔

اس نے پوچھا کہ یہ کوڑا مجھے کیوں مارا گیا ہے؟

اُنہوں نے کہا کہ ایک دن تیرا گزر ایک مظلوم پر ہوا اس نے تجھ سے فریاد کی لیکن تو نے اس سے لاپرواہی کی یہ اس کی سزا ہے۔

نیکی کی عادت

ایک حکایت مشہور ہے کہ ایک سانپ بھاگتا ہوا ایک نیک مرد کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اللہ کے لیے میرے دشمن سے مجھے پناہ دیجیے۔

اس نیک آدمی نے اپنی چادر کو کھولا اور اس میں اس سانپ کو چھپا دیا۔

لیکن سانپ نے کہا: حضرت نیکی ہی کرنی ہے تو منہ کھولیے تاکہ میں اندر داخل ہو جاؤں اس لیے کہ میرے دشمن نے مجھے دیکھ لیا تو وہ مجھے مار ڈالے گا۔

اور مزید کہا کہ اللہ تعالیٰ اور آسمان و زمین کے باشندے گواہ ہیں کہ میں آپ کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔

اس نیک شخص نے منہ کھولا اور سانپ اس کے اندر چلا گیا۔

اس کے بعد سانپ کا دشمن آ گیا اس نے جب وہاں سانپ نہیں دیکھا تو وہ واپس چلا گیا۔

جب سانپ کا خوف دور ہو گیا تو اندر سے سانپ بولا احمق اب اپنے جگر یا دل کی خیر منا۔

اس نیک شخص نے کہا کہ وہ تیرے وعدے اور قسمیں کیا ہوئے؟

سانپ نے کہا کہ تیرا جیسا احمق شاید ہی کوئی ہو؟ تو نے سنا نہیں کہ نااہل کے ساتھ نیکی کرنا اپنے پاؤں پر کلہاڑا مارنے کے مترادف ہے۔

اس نیک شخص نے کہا کہ اچھا تھوڑی سی مہلت دے کہ میں اس پہاڑ تک پہنچ جاؤں جب پہاڑ پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ کے حضور خوب گڑگڑائے تاکہ اس بلا سے نجات حاصل ہو۔

ان کی گڑگڑاہٹ اور عجز وانکساری اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئی اور اللہ تعالیٰ نے ایک نیک بندہ ان کے پاس بھیجا جس کے ہاتھ میں ایک سبز پتہ تھا۔ وہ پتہ اس نے نیک شخص کو دیا اور کہا: یہ کھا لیجیے۔

انہوں نے وہ پتہ کھا لیا۔

جونہی پتہ پیٹ میں گیا وہی سانپ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر باہر نکلا اور انہیں اس سانپ سے نجات نصیب ہوئی۔

بزرگ نے اس بندے سے پوچھا آپ کون ہیں؟

انہوں نے فرمایا کہ میں تیری نیکی ہوں اور میرا مسکن چوتھا آسمان ہے جب تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے اللہ تعالیٰ کے حضور عجز وانکساری سے گڑگڑائے میں چوتھے آسمان سے جنت کی طرف گیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہاں کے درخت طوبیٰ سے یہ سبز پتہ لیا۔

نیکی کی عادت ڈالیے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔

سوئی کا سوال

حضرت حسان بن ابی سنان نے سخت نفس کشی کی ساٹھ سال تک نہ لیٹ کر سوئے اور نہ ہی پیٹ بھر کر اچھی غذا کھائی اور نہ ہی کبھی ٹھنڈا پانی پیا جب وہ انتقال کر گئے تو کسی نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کیسی گزر رہی ہے؟

کہنے لگے سب خیر ہے لیکن مجھ سے جنت میں ایک سوئی کا سوال بار بار ہوتا ہے جو کہ میں نے ایک ہمسائے ادھار لی تھی اور مرنے سے پہلے اس کو واپس نہ لوٹا سکا۔

امانت

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک قبرستان سے گزر رہے تھے کہ کسی نے قبر کے اندر سے پکارا۔

آپ نے اس مردے کو زندہ کر کے قبر سے نکالا اور پوچھا: تو کون ہے؟

اس نے عرض کی: میں ایک قلی تھا جو لوگوں کے سامان اٹھا کر مختلف مقامات پر پہنچاتا تھا۔

ایک دن میں نے ایک لکڑی کا صندوق اٹھایا اور اسے اٹھا کر مالک کی بتائی ہوئی جگہ پر لے گیا اس صندوق کی لکڑی سے میں نے ایک تنکا نکال لیا جس سے دانتوں میں خلال کیا اب جب سے مرا ہوں اسی تنکے کے بارے میں سوال کیا جا رہا ہے۔

ماں اور جہاد

ایک شخص شوقِ جہاد لے کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا

آپ ﷺ سے اس شخص نے آپ ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے بھی جہاد میں حاضر ہونے کی اجازت عطا فرمایئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہاری والدہ حیات ہیں؟

اس شخص نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ ﷺ

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ماں کی خدمت کرتے رہو کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔

پڑوسی کے حقوق

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے پڑوسیوں کے حقوق وہی ادا کر سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا رحم و کرم ہو اور تم میں بہت تھوڑے لوگ ہیں جو پڑوسیوں کے حقوق سے آگاہ ہیں۔

وہ حقوق یہ ہیں

جس چیز کی انہیں ضرورت ہو وہ پوری کرو

اگر قرض چاہتے ہیں تو قرض دو

اگر انہیں کوئی خوشی حاصل ہو تو مبارک باد پیش کرو

اگر کوئی تکلیف لاحق ہو تو اس کا اظہار افسوس کرو

اگر بیمار ہوں تو عیادت کرو۔

مر جائیں تو نمازِ جنازہ پڑھو اور دفنانے تک ساتھ رہو۔

نصیحت

روایت ہے کہ ایک بزرگ نے ایک بلی پال رکھی تھی۔ اور اس کے لیے وہ روزانہ قصاب سے بلی کے لیے چھیچھڑے لایا کرتے تھے۔

ایک دن انہوں نے قصاب کے اندر کوئی برائی دیکھی ارادہ کیا کہ نصیحت کریں لیکن چونکہ روزانہ ہی بلی کے لیے چھیچھڑے لایا کرتے تھے یہ ایک قسم کا لالچ والا معاملہ تھا اس لیے گھر جا کر پہلے بلی کو گھر سے نکالا پھر قصاب کے ہاں پہنچے اور اسے برائی سے روکا۔

قصاب نے وہی طعنہ دیا کہ بلی کے لیے چھیچھڑے تو میرے پاس ہی سے لے کر جاتے ہو آئندہ تمہیں چھیچھڑے نہیں دوں گا۔

آپ نے فرمایا میں نے تجھے نصیحت ہی اس وقت کی ہے جب بلی کو گھر سے باہر نکال دیا تاکہ تجھے نصیحت کرنے سے رُک نہ جاؤں۔

انجام

عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں کہ میں کعبۃ اللہ کے گرد طواف کررہا تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ غلافِ کعبہ سے لپٹ کر عرض کر رہا تھا:

اے اللہ! مجھے اس دنیا سے ایمان کے ساتھ اُٹھانا اس کے سوا کوئی اور دعا وہ نہیں مانگتا تھا۔

میں نے اس سے کہا: بھائی! کیا وجہ ہے کہ تم ایک ہی دعا کو بار بار مانگ رہے ہو اس کے سوا کوئی اور دعا تم نہیں مانگ رہے کچھ اور بھی مانگ لو۔

اُس نے کہا کہ اگر آپ کو میرا ماجرا معلوم ہو جائے تو آپ بھی مجھے معذور سمجھیں گے۔

میں نے اس سے کہا کہ آپ اپنا ماجرا تفصیل سے سنائیے۔

اُس نے کہا کہ میرے دو بھائی تھے۔

بڑے بھائی نے محض رضائے الٰہی کو مدِ نظر رکھ کر اذان پڑھی۔

جب موت کا وقت قریب ہوا تو کہا مجھے قرآن مجید دو ہم قرآن مجید لائے کہ وہ شاید اس سے برکت حاصل کرنا چاہتا ہو۔

لیکن قرآن مجید اس نے ہاتھ میں لے کر کہا کہ گواہ ہو جاؤ میں قرآن کے جملہ احکامات واعتقادات سے برأت ظاہر کرتا ہوں اور نصرانی مذہب قبول کرتا ہوں۔

چنانچہ وہ اسی حالت میں نصرانی ہو کر مر گیا۔

اس کے بعد میرے دوسرے بھائی نے بھی تیس سال تک مسجد میں محض اللہ کی رضا کے لیے اذان دی لیکن جب اس کا وقتِ آخر آیا تو وہ بھی نصرانی ہو کر مرا۔

اب مجھے یہ خطرہ ہے کہ کہیں میرا انجام بھی ان کی طرح نہ ہو اس لیے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے دینِ اسلام پر استقامت عطا فرمائے۔

میں نے پوچھا: ان دونوں بھائیوں کا عملی زندگی میں کیا کردار تھا۔

اس نے کہا کہ وہ بے گانہ عورتوں اور بے ریش لڑکوں کے پیچھے لگے رہتے تھے۔

فریب خوردہ

ایک شخص نے عمارت خریدی اور ایک بزرگ سے عرض کی کہ اس کا اسٹیمپ پیپر لکھ دیجئے۔

انہوں نے لکھا کہ ایک فریب خوردہ نے دوسرے فریب خوردہ سے عمارت خرید کر غافلین کے کوچہ میں داخل ہو گیا اور یہ ایک ایسی عمارت ہے جس کے مالک کو بالآخر فنا کے گھاٹ اترنا ہے۔ اس لیے کہ اس عمارت کا ایک کنارہ موت سے ملا ہوا ہے دوسرا قبر سے تیسرا حشر سے اور چوتھا جنت یا جہنم سے۔

جب بزرگ کا لکھا ہوا اسٹیمپ پیپر عمارت کے خریدار کے سامنے پڑھا گیا تو اس پر اتنا اثر ہوا کہ وہ عمارت خریدنے سے باز رہا اور سارا سرمایہ راہ خدا میں لٹا دیا اور زاہد بن کر یادِ الٰہی میں مصروف ہو گیا۔

بھیڑیئے کی موت

گئے دنوں کی بات ہے ایک عورت کھیتوں میں کام کرنے کے لیے جا رہی تھی کہ راستے میں ایک سائل نے سوال کیا۔

عورت نے اُس سائل کو روٹی کا لقمہ دے دیا۔

اس کے بعد وہ کھیتوں میں کام کے لیے چلی گئی اور بچے کو کھیت کے کنارے سُلا دیا۔

اتفاق سے اسی وقت ایک بھیڑیا اس کے بیٹے پر جھپٹا اور بچے کو اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا۔

اس عورت نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اے الہ العالمین! میرے بچے کی حفاظت فرما کر مجھے واپس لوٹا دے۔

یہی بھیڑیا بھاگتا جا رہا تھا کہ کسی شکاری نے اس بھیڑیئے کو تیر مارا تو وہ بھیڑیا وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اس نے بھیڑیئے کے منہ سے بچہ کو نکالا تو وہ بچہ صحیح و سالم تھا معمولی خراش تک اسے نہ آئی تھی۔

دوسری طرف عورت یہ حال دیکھ رہی تھی خود اس آدمی کے پاس جا کر اپنے بچے کو مانگا۔

اس آدمی نے بچہ دے کر کہا کہ یہ اس لقمہ کے عوض ہے جو تو نے ابھی کچھ دیر قبل سائل کے منہ میں ڈالا تھا۔

گویا یہ فرشتہ انسانی بھیس میں تھا اس سے معلوم ہوا کہ نیکی کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔

تجارت

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے ایک عورت آپ سے کپڑا خریدنے آپ کی دوکان پر آئی۔

آپ نے اسے بہترین کپڑا دکھایا جس کی قیمت چار سو درہم تھی۔

اس نے کہا: میں غریب اور کمزور عورت ہوں اور اپنی لڑکی کی شادی کرنا چاہتی ہوں لیکن میں اس کی اتنی زیادہ قیمت ادا نہیں کر سکتی براہ کرم آپ اس کپڑے کو اصلی قیمت پر مجھے دے دیجئے۔

آپ نے فرمایا: اچھا پھر تم چار درہم دے دو۔

عورت نے کہا: آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہنسی مذاق سے محفوظ رکھے میں نے دو کپڑے خریدے تھے ایک کو میں نے اسی قیمت پر بیچا ہے اس لیے اس کی اصل قیمت مجھے مل گئی ہے صرف چار درہم کم ہیں اس لیے میں نے تمہیں بتا دیئے۔

وہ عورت چار درہم میں وہ کپڑا لے کر آپ کو دعائیں دیتی ہوئی چلی گئی۔

سماجی بہبود

حضرت ابو بکر بن ذکر ایک زاہد و نیک آدمی تھے نزع کے عالم میں تھے کہ بہت روئے۔

آپ سے پوچھا کہ آپ کیوں روتے ہیں؟

فرمایا: میں اپنی راہ چلتا رہا جس پر مجھے نہیں چلنا چاہیئے تھا۔

انتقال کے بعد چوتھے روز ان کے صاحبزادے نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا:

بابا جان! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟

انہوں نے کہا کہ بیٹا معاملہ تو بڑا سخت تھا میرے حقدار بھی سخت جھگڑالو تھے۔

میرے رب نے مجھ سے فرمایا: میں نے تجھے ستر سال عمر عطا کی اب بتا تیرے پاس بخشش کا کیا سامان جمع ہے۔

میں نے عرض کی: یا اللہ میں نے چالیس ہزار دینار اپنے ہاتھ سے خیرات کیے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے یہ قبول نہیں کئے

میں نے عرض کی: یا اللہ! میں نے ساٹھ سال روزے رکھے اور اتنے سال رات کو عبادت کی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے قبول نہیں کیے

پھر میں نے نہ کہا: اے اللہ! میں نے چالیس سال جہاد کیا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے یہ بھی قبول نہیں کیا۔
میں نے عرض کی: اے میرے رب میں برباد ہو گیا اب تو جس طرح چاہے کر۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے لائق نہیں کہ تجھے عذاب دوں لیکن سن اے ابو بکر! تجھے یاد ہے کہ فلاں دن تو نے راستے سے ایک کانٹا اس نیت سے ہٹایا کہ کسی کو اس سے تکلیف نہ پہنچے۔ بس میں نے تجھے اس نیکی سے بخش دیا اور میں کسی کی نیکی ضائع نہیں کرتا۔

دستِ کرم

اللہ تعالیٰ رات کو اپنا دستِ کرم پھیلا کر فرماتا ہے کہ جس نے دن کو غلطیاں کیں ہیں آئے اور مجھ سے بخشوا لے۔
اسی طرح دن کو اپنا دستِ کرم پھیلاتا ہے کہ جس سے رات کو غلطیاں ہوئیں ہوں وہ میرے پاس آئے اور معاف کرا لے۔ یہاں تک کہ رات سے صبح تک مسلسل اعلان ہوتا رہتا ہے۔

کراماً کاتبین

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کراماً کاتبین میں سے دائیں جانب والا بائیں جانب والے کا امیر اور حاکم ہے جب بندہ کوئی نیکی کرتا ہے تو اس کی ایک نیکی پر دس حسنات لکھی جاتی ہیں اور جب برائی کرتا ہے تو دائیں جانب والا فرشتہ بائیں جانب والے فرشتے سے کہتا ہے کہ مت لکھنا وہ گھڑی بھر انتظار کرتا ہے اگر بندہ اپنی غلطی سے توبہ استغفار کرتا ہے تو اس کی برائی اس کے اعمال نامے میں نہیں لکھی جاتی اگر وہ توبہ استغفار نہیں کرتا تو اس کی صرف ایک برائی لکھی جاتی ہے۔

پانچ عادتیں

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا:

اے مہاجرین حضرات!

پانچ عادتیں ہیں جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ اور میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم انہیں نہ پاسکو۔

۱۔ فواحش جس قوم میں عام ہو کر کھلم کھلا ہو جائے تو وہ طاعون اور ایسے مصائب میں مبتلا ہو جائیں گے کہ اُن کے اسلاف نے نہ سنے ہوں گے اور نہ دیکھے ہوں گے۔

۲۔ کم تولنا اور کم بھرنا قوم کی عادت ہو جائے وہ تنگ دستی اور پریشان حالی میں مبتلا ہو جائے گی اور اس پر ظالم حاکم مسلط ہو جائے گا۔

۳۔ زکوٰۃ نہ دینا جس قوم کی عادت ہو تو آسمان سے بارش بند ہو جاتی ہے اگر جانور نہ ہوں تو ایک بوند بھی نہ برسے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی سے غیر قوم کے دشمن مسلط ہو جاتے ہیں اور ان سے ان کے مقبوضہ مال و دولت کو چھین لیں گے۔

۵۔ جس ملک کے حکام اللہ تعالیٰ کے احکام کا اجراء نہ کریں اور ان سے روگردانی کریں تو وہ آپس میں لڑ مریں گے۔

بہلول دانا اور ہارون رشید

ایک دن کا ذکر ہے ہارون رشید نے حضرت بہلول دانا سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟

بہلول دانا نے فرمایا: تو وہ ہے اگر تیرے ملک کے مشرق میں کوئی ظلم کرے اور تو مغرب میں ہو تو اس کے متعلق بھی قیامت میں تجھ سے اللہ تعالیٰ باز پرس کرے گا۔

یہ سن کر ہارون رشید رو پڑا۔

امتحان

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا معمول تھا کہ پہاڑ کی چوٹی پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔

ایک روز شیطان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا:

اے روح اللہ! آپ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو تقدیر میں لکھ دیا ہے وہ ہو کر رہتا ہے لہذا آپ اس پہاڑ سے چھلانگ لگایئے اگر تقدیر الٰہی میں ہو گا تو آپ کو نقصان پہنچے گا ورنہ نہیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے ملعون! یہاں سے دور ہو بندوں کا کام نہیں کہ وہ رب کا امتحان لیں یہ سب صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے کہ وہ اپنے بندوں کا امتحان لے۔

بندے پر لازم ہے کہ اللہ پر توکل کرے اور اس کی نعمتوں پر شکر بجالائے۔

اچھی بات

فرمایا: رسول اکرم ﷺ نے

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ ہر ایک سے بات کرے گا اس وقت نہ کوئی ترجمان ہو گا اور نہ ہی درمیان میں کوئی حجاب پس بندہ اپنے دائیں جانب دیکھے گا تو اُسے صرف وہی نظر آئے گا جو اُس نے زندگی بھر عمل کیا ہو گا۔

پس اے اللہ کے بندو! جہنم کی آگ سے ڈرو اگرچہ ایک ٹکڑا خیرات کر کے اور اگر یہ بھی میسر نہ ہو تو اچھی بات کرو۔

چھلنی، جھاڑو اور سُنار

ایک شخص ایک سنار کی دکان پر اس حالت میں پہنچا کہ اُس کو رعشہ کی بیماری لاحق تھی۔

اس نے سُنار سے کہا کہ مجھے ترازو دو تا کہ میں اپنے سونے کے ریزوں کو تول سکوں۔

سنار نے اُس شخص سے کہا: جناب! میرے پاس چھلنی نہیں ہے۔

اس شخص نے کہا: جناب مذاق نہیں کیجئے مجھے ترازو دیجئے۔

سنار نے کہا: میرے پاس جھاڑو بھی نہیں ہے۔

اُس شخص نے کہا: جناب آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں میں آپ سے چھلنی جھاڑو نہیں مانگ رہا میں تو آپ سے ترازو مانگ رہا ہوں تا کہ اپنے سونے کے ریزوں کو تول سکوں۔

سنار نے کہا: میں مذاق نہیں کر رہا ہوں حقیقت یہ ہے کہ میں تمہاری حیثیت کے پیش نظر جواب دے رہا ہوں۔

اس شخص نے کہا: وہ کیسے؟

سنار نے کہا کہ تمہارے ہاتھ میں رعشہ طاری ہے جب تم سونے کے ٹکڑوں کو تولو گے تو وہ رعشہ کی وجہ سے زمین پر گر کر مٹی میں مل جائے گا اس پر تمہیں جھاڑو اور چھلنی کی ضرورت پڑے گی اور وہ میرے پاس نہیں اس لیے میں نے ان کا جواب دیا۔

سبق: ابتداہی میں اپنا انجام دیکھ لو تا کہ قیامت کے دن تمہیں پشیمانی نہ ہو۔

موسیٰ علیہ السلام اور ملک الموت

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں ملک الموت حاضر ہوئے اور عرض کی:
اے اللہ کے کلیم! اب آپ چلئے آپ کی روح قبض کرنے آیا ہوں۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کے ایک طمانچہ رسید کیا اور طمانچہ کی اتنی شدت تھی کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ باہر آگئی۔

ملک الموت واپس ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی: تو نے جس بندے کے پاس بھیجا وہ تو موت پسند ہی نہیں کرتا الٹا طمانچہ مار کر میری آنکھ بھی نکال دی۔

اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی آنکھ واپس لوٹادی اور فرمایا: واپس جا کر میرے بندے سے عرض کرنا کہ اگر آپ زندہ رہنا چاہتے ہیں تو بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ دیجئے آپ کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آجائیں گے اتنے ہی سال آپ کی عمر میں اور اضافہ کر دیا جائے گا۔

ملک الموت ایک بیل لے کر اللہ کے کلیم سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اس بیل پر ہاتھ رکھ دیجئے جتنے بال آپ کے ہاتھ کے نیچے آجائیں اتنی ہی آپ کی عمر بڑھادی جائے گی۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: موت تو پھر بھی آئے گی۔

ملک الموت نے کہا: جی بالکل

تو کہا: اچھا پھر ابھی ہی روح قبض کرلو۔

دنیا کا پہلا بادشاہ

قابیل اپنے بھائی ہابیل کو قتل کرنے کے بعد یمن چلا گیا پھر اس کی اور اولاد بڑھی یہاں تک کہ یہ پورا ایک قبیلہ بن گیا اور سیدنا آدم علیہ السلام کے دوسرے بیٹوں سے لڑنے جھگڑنے لگا۔ یہ غاروں اور جنگلوں میں رہتے اور فتنہ وفساد کو بھڑکاتے رہتے۔ آدم علیہ السلام کے دیگر بیٹوں کو مارنے اور قتل وغارت گری میں مصروف رہتے۔

مہلا سبیل بن قینان بن انوش بن شیث علیہ السلام تک ان کا یہی طریقہ رہا اس نے سب کو دوسرے ملکوں تک پھیلا دیا اور خود بابل میں سکونت پذیر ہوا۔

اس کا چھوٹا بھائی کیومرث نامی تھا یہی عالم دنیا میں سب سے پہلا بادشاہ ہے اس کے حکم سے مختلف علاقوں میں انہوں نے شہر اور قلعے تعمیر کیے تب سے قیامت تک کے لیے جنگ کا سلسلہ شروع ہے۔

بوجھ

ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ وہ جہنم کے پل پر کھڑے ہیں اور سخت خوف محسوس کر رہے ہیں کہ کیسے اس پل کو پار کریں؟

اسی دوران انہیں ایک غیبی آواز آئی

اے بندہ خدا! بوجھ اتار کر اس پل کو پار کیجیے۔

میں نے کہا: میرے پاس تو کوئی بوجھ نہیں

آواز آئی یہ دنیا کا گورکھ دھندا سب سے بڑا بوجھ ہے۔

منت

حضرت عبداللہ قدوسی فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر کے لیے روانہ ہوا ابھی ہم اپنی منزل پر پہنچے بھی نہیں تھے کہ دریا میں طغیانی آگئی اور کشتی کے تمام لوگ توبہ استغفار دعاؤں اور منتوں میں مشغول ہو گئے۔

کشتی والوں نے دیکھا کہ میں کچھ بھی نہیں کر رہا۔

اُن لوگوں نے کہا کہ بھئی تم بھی دعا اور کوئی منت وغیرہ مانگ لو۔

میں نے کہا: مجھے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

انہوں نے مجھ سے بہت اصرار کیا تو میں نے منت مانی کہ اگر میں اس گرداب اور طغیانی سے بچ گیا تو ہاتھی کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔

اُن لوگوں نے کہا: بھئی یہ کس قسم کی منت تم نے مان لی ہے۔ ہاتھی کا گوشت کوئی کھاتا ہی نہیں تو اس منت کا کوئی فائدہ کیا۔

میں نے کہا: بس میں نے یہی منت مانی ہے اب مجھ سے ضد نہ کرو۔

خیر چند آدمیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمادی اور ہم ایک جزیرے پر آگئے۔

چند روز ایسے ہی گزر گئے ہم بھوک سے نڈھال ہو رہے تھے کھانے پینے کی کوئی چیز میسر نہ تھی کہ اچانک ایک ہاتھی کا بچہ میرے ساتھیوں کے ہاتھ لگ گیا انہوں نے اسے ذبح کیا اور بھون کر کھانے لگے۔ میں ان سب سے الگ تھلگ ہی رہا۔

اس معاملے میں میرے ساتھیوں نے بھی مجھے کھانے کی دعوت دی

مگر میں نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اپنی منت کو نہیں توڑنا چاہتا انہوں نے اس بار بھی بہت ضد کی کہ حالت اضطرار میں حرام حلال ہو جاتا ہے اتنا کہ تم اپنی جان بچالو اور یہ تو منت تھی اور مجبوری کے وقت منت توڑی جاسکتی ہے۔

مگر میں نے ان کی ایک نہ مانی اور ہاتھی کے گوشت کو ہاتھ تک نہ لگایا۔

میرے ساتھیوں نے ہاتھی کا گوشت خوب پیٹ بھر کر کھایا اور اس کے بعد یہ لوگ گوشت کھا کر سو گئے۔

اس بچے کی ماں (ہتھنی) آئی اور دیکھا کہ اس کے بچے کو کھالیا گیا ہے وہ اس کی ہڈیاں دیکھ کر سخت غم زدہ ہوئی اور تمام لوگ جو سوئے ہوئے تھے ایک ایک کو سونگھنے لگی جس جس نے گوشت کھایا تھا وہ اس کے سونگھنے سے مر گیا میں بھی انہی کے ساتھ لیٹا ہوا تھا اُس نے مجھے بھی سونگھا لیکن کیونکہ میں نے گوشت نہیں کھایا تھا اس لیے اُس نے مجھے کچھ نہ کہا۔

اس طرح سے میری جان بچ گئی اس نے مجھے پیٹھ پر بٹھایا اور مجھے ایسی جگہ لے گئی جہاں انسانوں کی آبادی تھی میں وہاں صبح کی نماز میں جاملا اور وہاں کے لوگوں کو تمام واقعہ سنایا۔ ان لوگوں نے میری خوب خاطر مدارات کی اور میرے حالات سن کر سخت حیران ہوئے اور کہا کہ جہاں کی تم بات کرتے ہو وہ جگہ یہاں سے آٹھ دن کی مسافت پر ہے تم نے ایک رات میں یہ سفر کیسے طے کر لیا۔

میں نے انہیں بتایا کہ وہ ہتھنی تیز رفتاری سے مجھے یہاں پہنچا گئی ہے۔

سبق: تقویٰ اور عہد و پیمان کو نبھانے میں بڑی برکتیں ہیں۔

چیونٹی اور بھڑ

ایک چیونٹی اور بھڑ کی ملاقات ہوئی تو بھڑ نے چیونٹی سے کہا بی چیونٹی! جس طرح تم اپنا ایک دانہ اتنی محنت و مشقت سے اٹھا کر اپنے بل تک لاتی ہو اس رزق سے تو موت اچھی۔

تمہیں اگر میرا حال دیکھنا ہو تو میرے ساتھ چلو بادشاہوں کے دستر خوان پر جہاں انواع اقسام کے لذیذ کھانے چنے جاتے ہیں میں اُن سے بھی لطف اندوز ہوتی ہوں اور جو چاہتی ہوں اس کو کھاتی ہوں۔ چاہوں تو گوشت کھاؤں اور وہ بھی بالکل تازہ

یہ کہہ کر وہ مغرور بِھڑ اُڑی اور قریب میں واقع قصاب کی دکان پر گوشت پر جا بیٹھی۔

قصاب کے ہاتھ میں چھری تھی قصاب نے وہی چھری بھڑ کے ماری اور بھڑ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑی۔

چیونٹی دوڑ کر اسے اٹھا کر لے گئی تو بھڑ کہنے لگی مجھے وہاں نہیں لے کر جانا جہاں میں نہیں جانا چاہتی۔

چیونٹی نے کہا بی بِھڑ اب وہ وقت گزر گیا جب تو اپنی من مانی کیا کرتی تھی اب تو تو میری غذا ہے۔ جہاں میرا جی چاہے گا تجھے میں لے جاؤں گی تم چاہو یا نہ چاہو۔

سبق: یہ ہے سزا حرص و ہوس کے پرستاروں کی۔

خادم شیر

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ روم کے معرکہ میں موجود تھے کہ آپ لشکر اسلام سے جدا ہو گئے آپ لشکر کی تلاش میں تھے کہ ایک جنگل میں پہنچ گئے اور اُسی وقت ایک شیر آپ کے سامنے آگیا اور آپ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرنے لگا۔

آپ نے اس شیر سے کہا: اے ابو الحارث! (شیر کی کنیت) میں نبی کریم ﷺ کا غلام ہوں اور میں اپنے لشکر سے بھٹک گیا ہوں اور لشکر اسلام کی تلاش میں ہوں۔

شیر ان کی یہ بات سنتے ہی دُم ہلاتا حضرت سفینہ کے قریب کھڑا ہو گیا اور راستہ دکھانے کے لیے لشکر اسلام کی طرف انہیں لے چلا یہاں تک کہ لشکر اسلام تک پہنچا کر واپس لوٹا۔

نیکی کا صلہ

بنی اسرائیل میں ایک دفعہ سخت قحط پڑا لوگ دانے دانے کو محتاج ہو گئے۔

ایک مفلوک الحال فقیر نے ایک دولت مند کے دروازے پر جا کر صدا لگائی کہ کچھ کھانے کے لیے ہو تو اللہ کے لیے دے دو۔

اس گھر کی مالکن جو ایک نوجوان دوشیزہ تھی نے ایک روٹی اس بھوکے فقیر کو دے دی اتفاق سے اُسی وقت اس کا دولت مند شوہر بھی گھر آگیا اور اس نے اس پاداش میں کہ اس نے روٹی فقیر کو کیوں دی اُس لڑکی کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔

گردش زمانہ کے کچھ عرصہ کے بعد یہ دولت مند شخص نہ صرف مفلس ہو گیا بلکہ ایک موذی بیماری میں مبتلا ہو کر مر گیا۔

کچھ عرصے کے بعد اس لڑکی نے دوسرے دولت مند نوجوان سے نکاح کر لیا اور وہ اس سے شادی کر کے اپنے گھر لے گیا۔

جب رات ہوئی تو اس لڑکی نے اپنے شوہر کو الٹے ہاتھ سے کھانا پیش کیا۔

شوہر نے کہا: کھانا سیدھے ہاتھ سے دو لیکن لڑکی کا سیدھا ہاتھ تو تھا نہیں دیتی کیسے؟ اس لیے اُس نے دوبارہ کھانا اُلٹے ہاتھ سے پیش کیا۔

شوہر کا اصرار تھا کہ وہ کھانا دائیں ہاتھ ہی سے دے۔

اللہ کریم نے اس کی لاج رکھ لی اور غیب سے آواز آئی کہ تم سیدھا ہاتھ پھیلاؤ جس رب کریم کے لیے تم نے فقیر کو روٹی دی تھی اس مالک نے تیرا ہاتھ تجھے واپس لوٹا دیا ہے۔

چنانچہ جب اُس نے سیدھا ہاتھ پھیلایا تو اس لڑکی کا ہاتھ تندرست اور سالم تھا۔ اس طرح سے اُس نے اپنے شوہر کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا۔

طبیب

حضرت شبلی ایک دفعہ بیمار ہوئے تو آپ کو شاہی ہسپتال میں داخل کر دیا گیا علی بن عیسیٰ نے بادشاہِ وقت کو خط لکھا کہ ان کے علاج کے لیے کسی ماہر طبیب کو بھیجئے بادشاہ نے اُس وقت کے سب سے بڑے سول سر جن کو روانہ کر دیا۔

اس شاہی سول سر جن نے علاج کیا مگر افاقہ نہ ہوا

ایک دن سول سر جن نے کہا حضرت! آپ کی صحت کے لیے مجھے اپنے گوشت کا ٹکڑا بھی دینا پڑے تو میں ہر گز گریز نہیں کروں گا۔

حضرت شبلی نے فرمایا: تم کفر کا زنار کاٹ ڈالو مجھے صحت وعافیت حاصل ہو جائے گی۔

سول سر جن فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

بادشاہ کو جب خبر ملی تو پہلے تو رویا پھر کہا: ہم نے طبیب کو مریض کے پاس نہیں بلکہ مریض کو طبیب کے پاس بھیجا تھا۔

ایثار کا صلہ

حضرت علی بن الموافق سے نقل ہے کہ میں ایک سال حج کے لیے سوار ہو کر بیت اللہ جارہا تھا چند لوگوں کو پیدل چلتے دیکھ کر میں نے بھی چاہا کہ ان کے ساتھ پیدل چلوں۔

چنانچہ میں نے اُن میں سے ایک کو اپنی سواری پر سوار کرادیا اور پیدل چلنے لگا۔

ہم چلتے چلتے راستہ بھول گئے اور ایک جنگل میں پہنچ گئے۔ دن بھر کی تھکن تھی جلد ہی ہم سب اسی جنگل میں سو گئے۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ چند نوجوان لڑکیاں سونے کے تھال اور چاندی کے لوٹے لیے ہوئے حج کے لیے پیدل چلنے والوں کے پاؤں دھو رہی ہیں اور مجھے پوچھا تک نہیں اُن میں سے ایک نے اپنی ساتھیوں سے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس کے پاؤں کیوں نہیں دھوتیں؟

انہوں نے جواب دیا کہ یہ سواری والا ہے ہم صرف پیدل چلنے والوں کے پاؤں دھونے پر مامور ہیں۔

دوسری نے کہا کہ نہیں یہ بھی انہی پیدل چلنے والوں میں سے ہے اگرچہ اس کی سواری تھی لیکن اس نے دوسرے کو دے کر پیدل چلنا پسند کیا اور اپنے بھائی کے لیے ایثار کیا۔

پھر میرے بھی پاؤں دھوئے گئے اس سے میری تھکان اور دوسری تمام پریشانیاں دور ہو گئیں۔

قاضی اسلام اور یہودی

بغداد کے ایک علاقے میں قاضی اسلام صاحب رہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے علم و مرتبت اور منصب ہر شئے ہی سے نوازا تھا۔ قاضی اسلام جب عدالت کے لیے نکلتے تو انہیں وزیر اعظم کی طرح ہی کا پروٹوکول ملتا۔ انہی کے پڑوس میں ایک یہودی رہا کرتا تھا وہ قاضی صاحب کے شان و مرتبت سے جلتا بھی تھا۔

ایک دن وہ اپنے گھر سے عاجز و ذلیل حالت میں نکلا چہرہ سیاہ ہو رہا تھا کہ اس نے قاضی اسلام کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور کہنے لگا کہ آپ کے نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔

لیکن معاملہ برعکس ہے کہ تم نہایت شان و شوکت میں ہو اور میں انتہائی ذلت و خواری میں ہوں۔

قاضی صاحب نے برجستہ کہا:

اے یہودی! ہم آخرت کی نعمتوں کے مقابلے میں آج بھی قید خانہ میں ہیں اور دوزخ کی تکالیف اور عذاب کے مقابلے میں تم آج بڑے آرام میں ہو۔

جنت کا محل

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ ایک جگہ سے گزر رہے تھے کہ ایک جگہ خوبصورت نوجوان ایک محل کی تعمیر کروا رہا تھا اور اپنی نگرانی میں کاریگروں کو ہدایت دے رہا تھا۔

مالک بن دینار نے اس کو السلام علیکم کہا

اُس نوجوان نے سلام کا جواب دیا

حضرت مالک بن دینار نے اُس نوجوان سے پوچھا:

بیٹا! اس محل پر کتنی رقم خرچ کرنے کا ارادہ ہے؟

اس نوجوان نے عرض کی کہ تقریباً ایک لاکھ درہم خرچ کرنے کا ارادہ ہے۔

مالک بن دینار نے اُس نوجوان سے کہا کہ یہ ایک لاکھ درہم مجھے دے دو میں تمہیں اس سے کہیں زیادہ بہتر محل جنت میں اللہ تعالیٰ سے دلوا دوں گا۔ جس میں خدمت کے لیے غلام و خدام ہوں گے وہ بھی بلا معاوضہ۔

اور وہ محل سونے کے ستونوں اور ہیرے جواہرات سے سجا ہوا ہو گا اس کی مٹی زعفران کی ہو گی جس پر مشک و عطر کا چھڑکاؤ ہوا ہو گا اس میں نہ تم سے پہلے کوئی ٹھہرا ہے اور نہ ٹھہرے گا اور نہ وہ کسی اور کی ملکیت ہو گا۔

حضرت مالک بن دینار کی بات اس کے دل پر اثر کر گئی اور فوراً حکم دیا قلم دوات لاؤ تاکہ میں ان سے یہ تحریر لے لوں۔

چنانچہ قلم کاغذ لایا گیا حضرت مالک بن دینار نے لکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ تحریر ہے کہ مالک بن دینار اس نوجوان کو لکھ کر دے رہا ہے کہ میں اس نوجوان کو اس کے محل کے عوض اللہ تعالیٰ سے مذکورہ صفات کا محل دلواؤں گا۔

اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کمی نہیں وہ اس سے زائد عطا فرمادے۔

حضرت مالک بن دینار نے وہ تحریر اس نوجوان کے حوالے کر دی اور لاکھ درہم لے کر اُسی وقت فقرا اور مساکین میں تقسیم کر دیئے۔

اس نوجوان کو یہ معاہدہ کیے ہوئے ابھی چالیس دن بھی نہیں گزرے تھے کہ اس نوجوان کی موت واقع ہو گئی۔

اور اس نے مرنے سے پہلے وصیت کی تھی کہ وہ معاہدہ جو اُس کے اور مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کے درمیان ہوا ہے اُس کو بھی کفن میں ساتھ رکھ دیا جائے۔

اُسی رات مالک بن دینار نے دیکھا کہ مسجد کی محراب پر وہ مکتوب رکھا ہوا ہے اور اُس پر بغیر روشنائی کے لکھا ہوا ہے کہ یہ ہے وہ معاہدہ جو مالک بن دینار نے اس نوجوان کو دیا تھا ہم نے اس سے ستر گنا زیادہ انعامات واکرامات سے نواز دیا۔

خوفِ خدا

حضرت مالک بن دینار نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ بصرہ میں گیا تو میرا حضرت سعدون مجنون کے پاس سے گزر ہوا۔

میں نے بعد علیک سلیک حضرت سے پوچھا آپ کا کیا حال ہے؟

انہوں نے فرمایا کہ اس شخص کا کیا حال پوچھتے ہو جو صبح و شام سفر میں اور اس کے پاس زادِ راہ بھی کچھ نہ ہو اور اسے حاکم عادل کے سامنے حاضر ہونا ہو اس کے بعد سخت روئے

میں نے پوچھا: حضرت آپ روئے کیوں ہیں؟

انہوں نے فرمایا کہ میرا رونا دنیا پر حرص کی وجہ سے نہیں اور نہ ہی مجھے موت سے ڈر ہے اور نہ ہی خطرہ ہے کہ مرنے کے بعد مٹی میں مل جاؤں گا بلکہ اس لیے روتا ہوں کہ زندگی ضائع ہو گئی اور نیک عمل نہ کر سکا۔

اعمال نامہ

فرشتے جب کسی بندے کی برائی کا دفتر لے کر آسمان کی طرف جاتے ہیں اور لوح محفوظ پر دیکھتے ہیں تو اس کی برائیوں کے بدلے نیکیاں لکھی ہوتی ہیں۔

وہ یہ کیفیت دیکھ کر بے ہوش ہو کر گر جاتے ہیں۔

اور عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ تو جانتا ہے کہ ہم نے اس کے برے عمل کی وجہ سے اس کی برائیاں لکھی ہیں لیکن یہاں اس کی نیکیاں لکھی ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ملائکہ! تم نے درست کہا: لیکن میرے اس بندے نے برائیوں کے بعد ندامت ظاہر کی ہے اور توبہ واستغفار میں خوب رویا ہے مجھے اس کے حال پر رحم آگیا ہے اس لیے میں نے اس کے گناہ بخش دیئے ہیں۔ یہ میرا اکرم ہے اور میں اکرم الاکرمین ہوں۔

مسلمان اور آگ

گئے دنوں کی بات ہے ایک مسلمان عالم دین مسلمانوں کی ایک جماعت کو وعظ و نصیحت کر رہے تھے۔

عالم دین نے وعظ کے دوران یہ آیت پڑھی۔

وَاِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتۡمًا مَّقۡضِيًّا

اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو تمہارے رب کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے

ایک یہودی بھی وہاں سے گزر رہا تھا اُس نے جب یہ آیت سنی تو کہا: اے مولانا! پل صراط پر گزرنے میں ہم اور تم سب برابر ہوئے۔ حالانکہ مسلمان خود کو ہم پر فضیلت دیتے ہیں۔

مولانا نے کہا کہ تم غلط کہتے ہو ہم پل صراط کو عبور کر جائیں گے اور تم گر جاؤ گے۔

کیونکہ ہم تقویٰ کی وجہ سے پل صراط سے گزر جائیں گے اور تم اپنے ظلم و گناہ اور کفر کی وجہ سے گھٹنوں کے بل جہنم میں گر پڑو گے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ﴿۷۲﴾

پھر ہم ڈر والوں کو بچا لیں گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ دیں گے گھٹنوں کے بل گرے

یعنی متقیوں کو ہم نجات دیں گے اور ظالم گھٹنے کے بل جہنم میں گر پڑیں گے۔

یہودی نے کہا: ہم بھی تو متقی ہیں۔

مولانا نے فرمایا: تم غلط کہتے ہو اس لیے کہ صفتِ تقویٰ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مخصوص فرمائی ہے۔

چنانچہ فرمایا:

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿...﴾ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلٰلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهٖ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهٗ ۙ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿...﴾ اعراف

اور ہمارے لئے اِس دُنیا میں بھلائی لکھ اور آخرت میں بے شک ہم تیری طرف رجوع لائے فرمایا میرا عذاب میں جسے چاہوں دوں اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے تو عنقریب میں نعمتوں کو ان کے لئے لکھ دوں گا جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں

دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں (ف۲۹۸) وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں اُن پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا وہی بامراد ہوئے

یہودی نے کہا کہ اس کے علاوہ کوئی اور دلیل پیش کیجئے جس سے سب کو معلوم ہو جائے کہ مسلمان جہنم سے نجات پا جائیں گے اور یہودی نہیں پائیں گے۔

مولانا نے کہا کہ میں تمہیں ایسی دلیل دیتا ہوں کہ جسے ہر چھوٹا بڑا، خاص و عام دیکھ کر تصدیق کرے۔

یہودی نے کہا: یہ تو اور بھی اچھا ہے۔

مولانا نے کہا کہ ایسا ہے کہ میں اپنے کپڑوں کو اور تم اپنے کپڑوں کو اتار دو اور اُس کو آگ میں ڈالتے ہیں جس کے کپڑے کو آگ جلا دے وہ جہنمی ہے اور جس کے کپڑوں کو نہ جلائے وہ جنتی ہے ۔اِس کا یقین سب کو آجائے گا۔

یہودی نے کہا: صحیح ہے۔

مسلمان عالم نے اپنے کپڑے اور یہودی نے اپنے کپڑے لا کر دیئے۔

یہودی کے کپڑوں کو مسلمان عالم نے اپنے کپڑوں کے اندر لپیٹ لیا یعنی مسلمان عالم کے کپڑے باہر اور یہودی کے کپڑے اندر رکھے اور اس گٹھری کو آگ میں ڈال

دیا۔اس کے بعد مسلمان بزرگ نے خود بھی آگ میں چھلانگ لگادی اور دوسری طرف وہی گٹھری لیے باہر آ گئے۔

گٹھری کو کھولا تو مسلمان عالم کے کپڑے تو صاف ستھرے جیسے دُھل کر آئے ہوں اور یہودی کے کپڑے جل کر راکھ ہو چکے تھے۔

یہودی نے جب مسلمان عالم کی یہ کرامت دیکھی تو وہ فوراً ہی پکار اٹھا

لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ

اور اسلام قبول کر لیا۔

بادشاہ کی بیماری

بہت پرانی بات ہے ایک ملک میں ایک بادشاہ حکومت کیا کرتا تھا سستی اور کاہلی نے اسے بہت موٹا کر دیا تھا کھانا، پینا اور سو جانا غرض یہ کہ موٹاپے کے سبب سے اُسے کئی بیماریوں نے گھیر لیا۔

مملکت کے تمام حکیم اس کے علاج سے عاجز آ گئے لیکن بادشاہ کی بیماری دور نہ ہوئی۔

بالآخر ایک نوجوان طبیب نے کہا کہ وہ بادشاہ کا علاج کر سکتا ہے۔

بادشاہ نے اسے بلایا اور جب دیکھا کہ یہ تو بہت کم عمر ہے تو بادشاہ کہنے لگا کہ کیا یہ میرا علاج کرے گا؟

نوجوان طبیب کافی ہوشیار تھا اُس نے بادشاہ سے کہا:

بادشاہ سلامت! میں صرف طبیب ہی نہیں بلکہ علم نجوم کا ماہر بھی ہوں۔

مجھے ایک رات کی صرف اجازت دے دیجئے میں رات کو ستاروں کو دیکھ کر یہ بتا سکوں گا کہ آپ کے لیے کون سی دوائی بہتر رہے گی۔

ایک رات کی اس نوجوان طبیب کو مہلت دے دی گئی۔

صبح سویرے نوجوان دربار میں حاضر ہوا اور عرض کی: بادشاہ سلامت! اگر جان کی امان پاؤں تو کچھ عرض کروں۔

بادشاہ نے وعدہ کیا کہ تمہیں جان کی امان دیتے ہیں۔

نوجوان حکیم نے کہا بادشاہ سلامت! میں نے آپ کا ستارہ دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ صرف ایک ماہ زندہ رہیں گے۔

اس مدت میں علاج پر کثیر رقم خرچ کرنے کا کیا فائدہ اور ساتھ ہی مجھے قید بھی کر لیجئے اگر میں اپنے قول میں سچا نکلا تو میری جان بخش دی جائے ورنہ مجھے سولی چڑھا دینا۔

بادشاہ نے اسے جیل میں ڈال دیا اور خود اسی فکر میں پڑ گیا کہ جب زندگی ایک ماہ ہی کی باقی بچی ہے تو عیش و عشرت کا کیا فائدہ کیوں نہ اپنی زندگی کے آخری لمحوں میں رعایا کی خبر گیری کروں ان کے مسائل حل کروں اسی فکر میں بادشاہ کے شب و روز گزرنے

لگے۔ عیش و عشرت کا سامان دور کر دیا اور ایک ماہ کے بعد مر جانے کی فکر دن بدن بڑھتی رہی اور اس غم کے سبب وہ ضعیف و کمزور ہو گیا۔

جب اٹھائیس دن گزر گئے تو بادشاہ نے اس نوجوان حکیم کو طلب کیا اور کہا: اے نوجوان! مجھے موت کے تو آثار بھی اب نہیں دکھائی دیتے بلکہ الٹا میں صحت یاب ہو رہا ہوں میرا موٹاپا ختم ہو چکا فالتو چربی پگھل گئی اور تندرستی نصیب ہوئی۔

تیرے جھوٹ پر تجھے سزا دی جا سکتی ہے مگر تیرے جھوٹ بولنے سے مجھے فائدہ ہوا اس لیے میں تجھے معاف کرتا ہوں۔ مگر یہ بتاؤ کہ تم نے یہ جھوٹ کیوں بولا؟

حکیم نے کہا: بادشاہ سلامت! میں نہ غیب کا علم رکھتا ہوں نہ علم نجوم کا ماہر ہوں اور نہ میں کسی کی موت و حیات کے بارے میں بتا سکتا ہوں جب مجھے اپنی ہی موت و حیات کا علم نہیں تو دوسروں کی موت و حیات کا کیونکر بتا سکتا ہوں۔

دراصل آپ کی بیماری کا علاج آپ کے موٹاپے کو دور کرنے میں تھا اور انسانی چربی اس وقت تک نہیں ختم ہوتی جب تک کہ وہ فکر زدہ نہ ہو۔

جب آپ کو موت کی فکر اور غم لاحق ہوا تو آپ کے جسم کی چربی نے پگھلنا شروع کر دیا اور آپ صحت مند ہو گئے۔

بادشاہ اُس کی بات سن کر بہت خوش ہوا اور اسے رہائی کے ساتھ ساتھ انعام و اکرام سے بھی نوازا۔

مومن کی موت

جب کسی مومن کا آخری وقت قریب آتا ہے تو ملک الموت روح قبض کرنے کے لیے آتے ہیں تو ان کے ساتھ فرشتے ریشمی پوشاک لے کر آتے ہیں اس ریشمی پوشاک کو عطر وعنبر سے معطر کیا جاتا ہے اس پر جنت کے گلاب بکھرے ہوتے ہیں اُس کی روح ایسے آسان طریقے سے نکال لی جاتی ہے جیسے آٹے میں سے بال اور اُسے کہا جاتا ہے۔

اے پاکیزہ نفس! اپنے رب سے راضی ہو کر حاضری دے اور تجھ سے تیرا رب کریم بہت خوش ہے پس تم اللہ تعالیٰ کے پاس ہزاروں کرامتوں کے ساتھ روانہ ہو۔

اور جب اس کی روح اس کے بدن سے نکال لی جاتی ہے تو اُسے اسی خوشبو اور ریشمی پوشاک میں لپیٹ کر اعلیٰ علیین کی جانب روانہ کر دیا جاتا ہے۔

کافر کی موت

جب کافر کا آخری وقت آتا ہے تو اُس کے پاس فرشتے دوزخ کا ٹاٹ لاتے ہیں جن میں جہنم کے انگارے ہوتے ہیں اُس کی روح جسم سے سختی سے کھینچی جاتی ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ اے نفس خبیث نہایت ہی ترش روئی سے نکل اور آگے تیرا رب بھی تجھ سے سخت ناراض ہے اور تجھے سخت ترین عذاب کی طرف دھکیلا جائے گا۔

جب اس کی روح اس کے جسم سے نکالی جاتی ہے تو اسے انگاروں کے ٹاٹ میں لپیٹ دیا جاتا ہے اس وقت وہ کافر نہایت ہی گندی اور ڈراؤنی آواز سے چیخے گا لیکن فرشتے اُس کو دھکیلتے ہوئے سجین کی طرف لے جائیں گے۔

بادشاہت سے ولایت تک

ملک کرمان پر شاہین نام کا ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا ایک دن بادشاہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ شکار کے لیے نکلا ایک شکار کے پیچھے دوڑتے دوڑتے بادشاہ اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا اور جنگل بیابان میں بھٹکنے لگا حیرانگی و پریشانی سے چاروں جانب دیکھنے لگا کہ ایک نوجوان ایک درندے پر سوار سامنے نظر آیا۔ اُس کے ارد گرد تمام درندے کھڑے تھے۔ جب درندوں نے بادشاہ کو دیکھا تو چیر پھاڑ کر کھانے کے لیے دوڑے۔

اس نوجوان نے درندوں کو ڈانٹا تو سب رک گئے۔

وہ نوجوان بادشاہ کے پاس آیا اور السلامُ علیکم کہہ کر کہا: اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اتنے غافل کیوں ہو؟ تمہیں اللہ تعالیٰ نے اس لیے پیدا کیا ہے کہ تم اس کی زیادہ سے زیادہ عبادت کر سکو لیکن تم اس کے بالکل ہی خلاف جا رہے ہو اور زندگی کو بے مقصد سیر و تفریح میں ضائع کر رہے ہو۔

نوجوان بادشاہ کے ساتھ گفتگو کر ہی رہا تھا کہ ایک بڑھیا ہاتھ میں پانی کا کٹورہ ہاتھ میں لیے حاضر ہوئی اور وہ پیالہ نوجوان کی طرف بڑھا دیا۔

نوجوان نے اس پیالے میں سے تھوڑا پانی پی کر باقی پانی بادشاہ کو دے دیا۔

بادشاہ کہتا ہے کہ میں نے اس جیسا میٹھا، ٹھنڈا اور لذیذ پانی آج تک نہیں پیا تھا۔

اس کے بعد وہ بڑھیا گم ہو گئی۔

نوجوان نے کہا: اے بادشاہ! یہی دنیا تھی اللہ تعالیٰ نے اسے میری خدمت کے لیے بھیجا تھا۔

مجھے جب بھی کسی شئے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے دنیا حاضر ہو کر میری ضرورت پوری کر دیتی ہے۔

اے بادشاہ! معلوم ہے تمہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے دنیا بنائی تو کہا کہ اے دنیا! تم اس کی خدمت کرنا جو میری خدمت کرے اور جو تیری خدمت کرے اس سے خوب خدمت لینا۔

بادشاہ نے جب یہ معاملہ دیکھا تو فوراً ہی تائب ہوا۔

اور اس کے بعد ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے دنیا آپ کو شاہین بن شجاع کرمانی کے نام سے جانتی ہے۔

مدینۃ الاولیاءٔ

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ۱۹ ایسے بزرگوں کی زیارت کی جو نبی کریم ﷺ کے روضہ انور کی مجاورت میں مدت سے زندگی بسر کر رہے تھے۔

میں بھی ان بزرگوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔

ان لوگوں نے کہا: تمہارا ہمارے ساتھ کیا کام ہے؟

میں نے عرض کی کہ میں بھی آپ کی صحبت سے فیض یاب ہونا چاہتا ہوں اس لیے کہ اللہ کے دوستوں سے محبت رکھتا ہوں آپ کی صحبت اور زیارت میرے لیے آخرت کا بہترین سرمایا ہے۔اس لیے کہ سرکار دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت میں ہر شخص اُس کے ساتھ ہو گا جسے جس سے محبت و عشق ہے۔

ان میں سے ایک نے کہا کہ ابھی ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔

میں نے کہا کہ میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔

انہوں نے کہا: تو ہمارے ساتھ نہیں چل سکتا۔

اس لیے کہ ہم جہاں جانا چاہتے ہیں وہ یہاں سے چالیس سال کی مسافت پر ہے۔

میں نے عرض کی: کچھ بھی ہو میں آپ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں للہ مجھے خود سے دور نہ کیجیے۔

ان میں سے ایک بزرگ نے کہا کہ بھائیو! اس کو ساتھ لے لو جہاں تک ہمارے ساتھ چل سکا چلتا رہے گا ہمارا کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد ہم سب وہاں سے چل پڑے لیکن کیفیت یہ تھی کہ ان کے قدموں سے زمین لپیٹی گئی اور میں بھی ان کی معیت میں طے مکانی کی کرامت سے نوازا گیا یہاں تک کہ ہم ایسے شہر میں پہنچے جس کے مکانات کی اینٹیں سونے اور چاندی کی تھیں جس کے درخت گھنے سایہ دار اور جس کی نہریں ہر وقت ترو تازہ میٹھے پانی سے جاری رہتی تھیں۔ جس کے باغات کے پھل نہایت موٹے، میٹھے اور لذیذ تھے۔

ہم اس میں داخل ہوئے اس باغ کے پھلوں سے اپنی بھوک مٹائی اور میں نے تین عدد سیب توڑ کر اپنے پاس رکھ لئے اور ان میں سے کسی نے بھی مجھے نہیں روکا۔

کچھ دیر کے بعد میں نے عرض کی کہ واپسی کا ارادہ بھی ہے کہ نہیں ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ مدینۃ الاولیاؑ ہے جب کوئی اللہ کا ولی اس کی سیر کرنے کا ارادہ کرتا ہے اسے یہاں حاضر ہونے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ وہ شہر خود بخود اولیاؑ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہے۔

اس شہر میں چالیس سال کے عرصے میں کوئی آدمی تمہارے علاوہ داخل نہیں ہوا ہے۔

اس کے بعد مجھے جب بھی بھوک لگتی میں اس سیب سے کھالیتا لیکن حیران کن بات یہ تھی کہ سیب کھانے سے کم نہیں ہوتا جوں کا توں رہتا یہاں تک کہ میں لمبے سفر کے بعد واپس گھر لوٹا لیکن سیب میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

گھر پہنچ کر میری ملاقات سب سے پہلے میری بہن سے ہوئی بہن نے پوچھا: تم اتنے عرصے کے لیے کہاں غائب ہو گئے تھے؟

میں نے کہا کہ بس اس دنیا سے تھوڑی دور نکل گیا تھا۔

میری بہن نے کہا کہ اچھا وہ سیب کہاں ہیں؟

میں نے جانتے بوجھتے انجان بنتے ہوئے کہا کہ کونسے سیب؟

اُس نے کہا: اے بندۂ خدا وہی جو تو نے مدینۃ الاولیاءؒ کے باغ سے توڑے تھے۔

میں نے کہا کہ تمہیں کیسے معلوم؟

میری بہن نے کہا کہ میں نے اس شہر کو بارہا دیکھا ہے۔

میں نے کہا کہ میں جن بزرگوں کی صحبت میں رہا اور جن کے ساتھ اس باغ میں گیا ان کے امیر نے کہا کہ چالیس سال کے عرصے میں میرے علاوہ کوئی اور اس باغ میں داخل نہیں ہوا ہے۔ لیکن تم کہتی ہو کہ تم اس شہر میں داخل ہوئی ہو۔

میری بہن نے کہا: انہوں نے صحیح کہا کہ وہاں اولیا کاملین ہی جاتے ہیں اور چالیس سال کی مدت میں تمہارے علاوہ کوئی نہیں گیا۔

باقی رہے اللہ تعالٰی کے نیک بندے تو وہ جس وقت چاہیں وہاں اندر جا سکتے ہیں اگرچہ وہ اس سے کوئی روحانی دلچسپی نہیں رکھتے۔ اب تم جس وقت چاہو گے میں وہی شہر تمہیں یہاں بیٹھے بیٹھے دکھادوں گی۔ میں نے کہا کہ میں ابھی اس شہر کو دیکھنا چاہتا ہوں۔

میری بہن نے کہا: یامدینتی احضری اے میرے شہر ابھی آجاؤ۔

بخدا میں نے اُسی وقت وہ شہر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

میری بہن اُس باغ کی طرف بڑھی اور اُس نے مجھ سے کہا تیرا سیب کہاں؟

اس کے کہنے پر وہ سیب مجھ سے گر پڑا۔ میری یہ حالت دیکھ کر میری بہن ہنس پڑی۔

تب مجھے معلوم ہوا کہ میری بہن بھی ولیہ ہے۔

جنّات

حضرت ابراھیم خواص فرماتے ہیں کہ میں حج کے سفر کے لیے اپنے گھر سے قافلے کے ہمراہ روانہ ہوا۔

دورانِ سفر کسی نے پوشیدہ طور پر کان میں مجھ سے کہا کہ آپ ذرا اپنے قافلے سے ہٹ کر دوسرا راستہ اختیار کیجیے تاکہ میں آپ سے چند باتیں پوچھ سکوں۔

میں اپنے قافلے سے ہٹ کر دوسرے راستے پر چل پڑا تین دن اور تین رات نہ مجھے بھوک لگی اور نہ پانی کی خواہش ہوئی اور نہ ہی قضاو حاجت کی ضرورت پڑی۔

تیسرے دن میں ایک جنگل میں پہنچ گیا جنگل کیا تھا ایک سرسبز باغ تھا جو طرح طرح کے پھل فروٹ اور میوہ جات سے لدا ہوا تھا۔ خوشبودار اور رنگ برنگے پھولوں نے باغ کو نرالی رونق بخش دی تھی باغ کے بالکل درمیان میں ایک خوبصورت جھیل تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ گویا جنت کا ایک ٹکڑا زمین پر آگیا ہے۔

میں ابھی اس تعجب میں تھا کہ میں نے دیکھا کہ میرے سامنے ایک جماعت موجود ہے جن کے چہرے انسانوں جیسے تھے اور وہ بہترین لباسوں میں تھے۔

انہوں نے میرے گرد حلقہ بنالیا۔

مجھ سے کہا: السلام علیکم

میں نے کہا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے دل میں سوچا کہ یہ جنات ہیں۔

اُن میں سے ایک نے کہا: حضرت ہمیں ایک مسئلہ میں اختلاف ہے اور ہم وہ جنات ہیں جنہوں نے لیلۃ الجن حضور نبی کریم ﷺ کے زمانے میں نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا نبی کریم ﷺ کے کلام اقدس کی تاثیر یہ تھی کہ اس وقت سے ہمارے دنیاوی امور ترک ہو چکے ہیں اور اسی وقت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس جزیرہ میں متعین فرما دیا ہے۔

میں نے اُن سے پوچھا: اچھا یہ بتاؤ کہ میرے ساتھی یہاں سے کتنے فاصلے پر ہیں۔

اُن میں سے ایک ہنس پڑا اور کہا: اے ابو اسحاق (ابراہیم خواص کی کنیت) جس مقام پر آپ تشریف لائے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ کے اسرار و رموز اور عجائبات ہیں یہاں پر کسی آدمی نے قدم نہیں رکھا آپ تشریف لائے ہیں یا آپ سے پہلے ایک نوجوان تشریف لایا جس کا یہاں وصال ہو گیا اور وہ سامنے والی قبر اسی نوجوان کی ہے۔

وہ قبر مبارک اس جزیرہ کے کنارے پر تھی اور اس کے ارد گرد خوبصورت باغیچہ تھا کہ اس کی خوشبو سے سارا جزیرہ معطر ہو رہا تھا۔ میں نے اتنا خوبصورت باغیچہ اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔

اس کے بعد انہوں نے کہا کہ اس وقت آپ کا قافلہ یہاں سے ایک ماہ کی مسافت پر ہے۔

میں نے اُن سے کہا کہ یہ جس نوجوان کی قبر ہے اس کے متعلق مجھے کچھ بتاؤ۔

انہوں نے کہا کہ ہم اس جزیرے میں بیٹھے پیار و محبت کی باتیں کر رہے تھے کہ یہ نوجوان ہمارے پاس آیا اس نے السلام و علیکم کہا۔

ہم نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

ہم نے کہا کہ تم اپنے وطن سے کب چلے؟

اُس نے کہا مجھے چلے ہوئے ایک ہفتہ ہو گیا ہے۔

ہم نے کہا کہ تمہیں کس بات نے وطن سے نکلنے پر مجبور کیا؟

اُس نے کہا کہ جب سے یہ کلام الٰہی سنا ہے۔

وانیبوا الی ربکم واسلموا لہ من قبل ان یاتیکم العذاب ثم لا ینصرون

ہم نے اس نوجوان سے پوچھا کہ

الانبہ کے کیا معنی ہیں؟

اور اسلام کسے کہتے ہیں؟

اور عذاب کیا شےَ ہے؟

اُس نے کہا کہ الانابہ یہ ہے کہ خودی کو مٹا کر صرف خدا کا بن جانا۔

اور اسلام یہ ہے کہ اپنے آپ کو اسی کے قبضہ میں دے دوں۔

اور عذاب سے جدائی کا عذاب مراد ہے یہ کہہ کر ایک سرد آہ بھری اور مر گیا۔

پھر ہم نے اسے اُس جگہ دفن کر دیا اور یہ اس کی قبر ہے۔

میں اس نوجوان کا حال سن کر حیران ہوا اور اس کی قبر کی زیارت کے لیے چلا گیا۔

قبر کے سرہانے میں نے نرگس کا گلدستہ رکھا دیکھا اور اس کی لمبائی، چوڑائی، موٹائی ایک بہت بڑی چکی کے برابر تھی اس پر لکھا ہوا تھا۔

ھذا حبیب اللہ قتیل الغیوۃ

یہ اللہ کا محبوب اور قتل غیرت ہے۔

نرگس کے پتہ پر انابت کے معنی لکھے تھے۔

جنات نے مجھ سے کہا کہ اس لفظ انابت کی تفسیر و تشریح کیجئے۔

جب میں نے انہیں انابت کی تفسیر سنائی تو انہیں وجد آگیا جب ہوش میں آئے تو کہا کہ یہی ہمارا سوال تھا اور آپ نے ہمیں تسلی بخش جواب عنایت فرمایا:

اس کے بعد مجھے نیند آگئی بیدار ہوا تو میں نے اپنے آپ کو مسجد عائشہ میں پایا۔ جنات مجھے یہاں چھوڑ گئے تھے۔

دیکھا کہ اس مزار کا گلدستہ میرے سامان میں تھا وہ ایک سال تک میرے پاس رہا اور اس میں کچھ فرق نہ پڑا وہ بالکل تر و تازہ رہا پہلے دن کی طرح پھر چند دنوں کے بعد مجھ سے گم ہو گیا۔

کرم

بنی اسرائیل میں ایک نہایت فاسق وفاجر شخص رہا کرتا تھا لوگ اس کی بدکرداری کی وجہ سے سخت عاجز تھے اور یہ شخص بھی اپنی حرکتوں سے باز نہ آتا تھا۔

اس بستی کے لوگ اس کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا مانگنے لگے۔

اللہ تعالٰی نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ بنی اسرائیل کے فلاں شہر میں ایک بدکردار نوجوان رہتا ہے اُس کو اس بستی سے دربدر کر دیجیے تاکہ اس کی بدکاریوں کی وجہ سے شہر پر آگ نہ برسے۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام وہاں تشریف لے گئے اور اُسے اُس کی بستی سے نکال دیا وہ دوسری بستی میں چلا گیا۔

پھر اللہ تعالٰی کا فرمان ہوا اُس کو اُس بستی سے بھی نکال دو۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اُس کو وہاں سے بھی نکال دیا تو اُس نے ایک ایسے غار پر ٹھکانہ بنایا جہاں نہ کوئی انسان تھا اور نہ ہی کوئی چرند و پرند کا گزر تھا قرب وجوار میں کہیں آبادی بھی نہ تھی اور نہ دور دور تک سرسبز وادی کا کوئی امکان تھا۔

اس غار میں آکر یہ نوجوان بیمار پڑ گیا اس کی تیمارداری کے لیے کوئی شخص بھی اس کے آس پاس موجود نہ تھا جو اس کی خدمت کرتا غرض بیماری نے طول پکڑا اور ایک دن شدید نقاہت اور کمزوری کی وجہ سے زمین پر گر پڑا اور کہنے لگا کاش! اس وقت اگر میری ماں میرے پاس موجود ہوتی تو مجھ پر شفقت کرتی اور میری بے کسی اور بے بسی پر روتی، اگر

میرا باپ ہوتا تو میری نگہبانی، نگہداشت اور مدد کرتا، اگر میری بیوی ہوتی تو میری جدائی پر روتی اگر میرے بچے اس وقت موجود ہوتے تو کہتے اے رب! ہمارے عاجز، گنہگار، بدکار اور مسافر باپ کو بخش دے جسے پہلے تو شہر بدر کیا گیا پھر دوسری بستی سے بھی اس کو نکال دیا گیا۔ اور اب وہ غار میں ہر چیز سے ناامید ہو کر دنیا سے آخرت کی طرف چلا ہے۔

اور وہ میرے جنازے کے پیچھے پیچھے روتے ہوئے چلتے۔

پھر وہ نوجوان کہنے لگا اے اللہ! تو نے مجھے والدین اور بیوی بچوں سے تو دور کیا ہے مگر اپنے فضل و کرم سے دور نہ کرنا، تو نے میرا دل عزیزوں کی جدائی میں جلایا ہے اب میرے سراپا کو میرے گناہوں کے سبب جہنم کی آگ میں نہ جلانا اسی دم اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ اس کے باپ کے ہم شکل بنا کر، ایک حور کو اس کی ماں اور ایک حور کو اس کی بیوی کی ہم شکل بنا کر اور غلمانِ جنت کو اس کے بچوں کے روپ میں بھیج دیا۔ یہ سب اُس کے قریب آکر بیٹھ گئے اور اس کی شدت تکلیف پر تاسّف اور آہ وزاری کرنے لگے۔ جوان انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اسی مسرت میں اس کا انتقال ہو گیا۔

تب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ فلاں غار کی طرف جاؤ وہاں ہمارا ایک دوست مر گیا ہے تم اس کی تکفین و تدفین کا انتظام کرو۔

حکم الٰہی کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام جب غار میں پہنچے تو انہوں نے وہاں اسی نوجوان کو مرا ہوا پایا جس کو انہوں نے پہلے شہر اور پھر بستی سے نکالا تھا۔

اس کے گرد حوریں تعزیت کرنے والوں کی طرح بیٹھی ہوئی تھیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے رب العزت! یہ تو وہی نوجوان ہے جسے میں نے تیرے حکم سے شہر اور بستی سے نکال دیا تھا۔ رب العزت نے فرمایا: اے موسیٰ! میں نے اس کے بہت زیادہ رونے اور عزیزوں کے فراق میں تڑپنے کی وجہ سے اس پر رحم کیا ہے۔ اور فرشتہ کو اس کے باپ کی اور حور و غلماں کو اس کی ماں، بیوی اور بچوں کے ہم شکل میں بنا کر بھیجا ہے جو غربت میں اس کی تکلیفوں پر روتے ہیں، جب یہ مرا تو اس کی بیچارگی پر زمین و آسمان والے روئے اور میں ارحم الراحمین پھر کیوں نہ اس کے گناہوں کو معاف کرتا۔

عارف باللہ

عبدالواحد بن زید فرماتے ہیں کہ میں بیت المقدس کی زیارت کے لیے روانہ ہوا اور ایک جگہ پہنچ کر راستہ بھول گیا۔

کچھ آگے بڑھا تو ایک بڑھیا کو دیکھا مجھے محسوس ہوا کہ وہ بڑھیا بھی راستہ بھول گئی ہے۔

اُس نے کہا: عارف باللہ کبھی مسافر ہوتا ہی نہیں پھر اس کے لیے راستہ بھولنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جب وہ اللہ تعالیٰ جیسے مالک سے محبت رکھتا ہے تو راستہ کیوں بھولے یہ کہہ کر مجھے فرمایا کہ میرے عصا کا سرا پکڑ کر میرے آگے آگے چلتے جایئے۔

چنانچہ میں نے اُن کے عصا کو پکڑا اور آگے چل دیا صرف پانچ ہی قدم چلا تھا کہ بیت المقدس میں پہنچ گیا۔

میں سمجھا کہ شاید یہ میری غلطی ہو ورنہ کہاں بیت المقدس اور کہاں میں۔

اُس نیک مائی نے کہا: اے اللہ کے بندے! تم زاہدوں کی رفتار کے خیال میں اور میں تمہیں عارفوں کی رفتار پر یہاں لے آئی ہوں۔ زاہد پاؤں سے چلتا ہے اور عارف پروں سے اڑتا ہے۔ چلنے اور اڑنے میں بڑا فرق ہے یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئی اور پھر میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا۔

توکل

گئے دنوں کی بات ہے ایک درویش ایک کنوئیں سے پانی بھرنے کے لیے رسی اور ڈول لے کر گیا جب کنوئیں میں ڈول ڈالا تو رسی ٹوٹ گئی اور ڈول کنوئیں میں گر گیا۔

اس درویش نے تھوڑی دیر کے بعد کہا: یا الہ العالمین! تیری عزت کی قسم یا تو ڈول واپس لے کر جاؤں گا یا پھر تو کوئی اور حکم صادر فرمائے تا کہ میں چلا جاؤں۔

یہ درویش ابھی وہیں کھڑا تھا کہ ایک پیاسی ہرنی کنوئیں پر آ گئی اور کنوئیں کے اندر جھانکا تو کنوئیں کے پانی نے جوش مارا اور پانی کنوئیں کی منڈیروں سے باہر گرنے لگا۔

درویش کا ڈول بھی باہر آ گیا۔

درویش یہ حال دیکھ کر رو یا اور کہا: یا الہ العالمین! کیا میں اس ہرنی سے بھی گیا گزرا ہوں کیا تیرے نزدیک اس کا مرتبہ مجھ سے بھی بلند ہے۔

اس پر ہاتف غیبی سے آواز آئی۔

اے درویش! تم ڈول اور رسی لے کر آئے اور ہرنی تمام اسباب توڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کے سہارے حاضر ہوئی اس لیے وہ تجھ سے بازی لے گئی۔

کم ناپنے تولنے کا انجام

ایک بستی میں ایک شخص کاروبار کیا کرتا تھا اور اپنے ناپنے تولنے کے معاملے میں احتیاط نہیں کرتا تھا جب اُس کا آخری وقت قریب آیا تو لوگوں نے اس کو کلمہ توحید کی تلقین کی اُس نے کہا: میں کیا کروں مجھ سے نہیں پڑھا جاتا میری زبان سے میرا ترازہ چمٹا ہوا ہے۔

لوگوں نے کہا کہ کیا تو ناپ تول میں کمی کیا کرتا تھا؟

اُس نے کہا کہ نہیں غلطی صرف اتنی ہوئی کہ میں ترازو کے پلڑوں کو گرد و غبار سے صاف نہیں کرتا اور ایسے ہی سودا دے دیتا تھا چوں کہ اس گرد و غبار کی مقدار کا گاہک کو نقصان ہوتا تھا بس اسی بات پر میری گرفت ہو رہی ہے۔

آگ کے پہاڑ

حضرت مالک بن دینار کے پڑوس میں ایک تاجر رہا کرتا تھا اس کا جب آخری وقت آیا تو حضرت مالک بن دینار اس کے پاس تشریف لے گئے۔

اور اس سے اس کا حال پوچھا۔

اُس نے کہا کہ میرے سامنے آگ کے دو پہاڑ ہیں اور مجھے حکم ہے کہ ان پر چڑھ جاؤں لیکن مجھ سے اس پر نہیں چڑھا جاتا۔

حضرت مالک بن دینار نے اس کے گھر والوں سے پوچھا کہ اس کا عمل کیا تھا؟

انہوں نے کہا کہ اس کے دو ترازو تھے دینے کا اور لینے کا اور

اور میں نے اُن سے کہا کہ دونوں لے آؤ۔

دونوں ترازو آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے گئے آپ نے ان دونوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

پھر پوچھا تو اُس نے کہا: اُلٹا اس سے اور مصیبت بڑھتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کم ناپنے تولنے کی بیماری سے محفوظ رکھے (آمین)
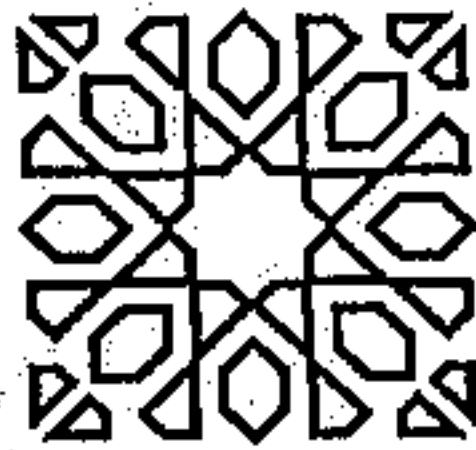
بادشاہ کو نصیحت

ملک کندہ کا بادشاہ بڑا عیاش تھا ہر لمحہ عیش و عشرت میں گزارتا ایک دفعہ وہ شکار کے لیے محل سے نکلا لیکن جنگل میں اپنے لشکر سے جدا ہو گیا۔

جنگل میں چلتے چلتے اس نے ایک شخص کو دیکھا جو مردوں کی ہڈیوں سے کھیل رہا تھا۔

بادشاہ اس شخص کے قریب گیا اور اس سے کہا: اے اللہ کے بندے! تیرے چہرے کا رنگ زرد ہو رہا ہے اور عجیب حالت تو نے اپنی بنا رکھی ہے اور تن تنہا اس جنگل میں بیٹھا ہوا ہے۔

اُس شخص نے کہا: بھائی کیا پوچھتے ہو میں دور کا مسافر ہوں اور مجھے دو سپاہی ایسے گھر کی طرف دھکیلتے جا رہے ہیں جس گھر میں نہ کوئی ساتھی اور نہ کوئی آرام کے اسباب نہایت ہی ویرانہ اور سخت تاریک ماحول، گہرا گڑھا کیڑے مکوڑوں کا ہجوم ہو گا ہڈیاں چور چور ہو جائیں گی اور مجھے نہیں معلوم کہ میرا حشر سعیدوں میں ہو گا یا بدبختوں میں۔

پھر مجھے اس گھر سے نکال کر میدان محشر میں لے جایا جائے گا پھر مجھ سے زندگی کے بارے میں سوالات ہوں گے میرے گناہوں اور جرائم کی سزا مجھے سنائی جائے گی۔

اب آپ ہی بتایئے جو اس حال میں ہو اُس کو سکون و قرار کیسے آسکتا ہے۔

بادشاہ اُس کی گفتگو سے بڑا متاثر ہوا گھوڑے سے نیچے اتر کر آیا اور کہا: آپ کی باتوں سے میرے رونگھٹے کھڑے ہو گئے ہیں اور میرے دل پر ان کا بڑا گہرا اثر ہوا ہے براہِ کرم! کچھ اور نصیحت کیجئے۔

اُس شخص نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ ہڈیاں کیسی ہیں؟

بادشاہ نے کہا کہ فرمایئے۔

اُس شخص نے کہا کہ یہ ان بادشاہوں کی ہڈیاں ہیں جنہیں دنیا نے دھوکہ دیا اور اس کی رونقوں کے فریب میں آگئے اور ان کے دلوں کو دنیا نے رنگینی میں پھنسا دیا اور موت کے جھٹکوں کو بالکل فراموش کر بیٹھے یہاں تک کہ ان پر موت نے حملہ کر دیا جس سے اُن کی تمام آرزوئیں اور خواہشیں خاک میں مل گئیں اور ان کی تمام شان و شوکت ملیامیٹ ہو گئی۔

اب کچھ روز کے بعد ان ہڈیوں کو دوبارہ جسم ملیں گے اور پھر ان سے دنیا کی نعمتوں کا حساب ہو گا پھر انہیں ان کے اعمال کے مطابق جنت یا جہنم آخری ٹھکانہ ہو گا۔

یہ کہہ کر وہ شخص بادشاہ کی نظروں سے اوجھل ہو گیا اس کے بعد بادشاہ اپنے ساتھیوں سے مل گیا لیکن اس حال میں کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

اس کے بعد اس نے بادشاہت کو ترک کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے ولایت کے مقام و مرتبہ سے نوازا۔

جہنم سے آزادی کا پروانہ

ایک سیدھا سادہ بھولا بھالا آدمی حج کے وقت الوداعی طواف کر رہا تھا کسی نے مذاق کرتے ہوئے کہا کہ تم نے حج پڑھ کر جہنم سے آزادی کا پروانہ لے لیا ہے یا نہیں۔

اس نے کہا: نہیں۔

پھر اس سیدھے سادھے آدمی نے پوچھا: کیا دوسروں کو جہنم سے آزادی کا پرچہ مل گیا ہے؟

اس نے کہا: ہاں! سب کو مل گیا ہے بس تم ہی رہ گئے ہو۔

وہ سیدھا سادھا آدمی یہ سُن کر رونے لگا اور حجر اسود کی طرف جا کر غلافِ کعبہ سے لپٹ کر خوب زار و قطار رونے لگا اور اللہ تعالیٰ سے جہنم سے آزادی کا پرچہ مانگنے لگا۔

اُسے تمام دوستوں نے سمجھایا کہ تم سے مذاق کیا گیا ہے تم پریشان نہ ہو۔

لیکن وہ کسی کی بھی نہیں سنتا اسی طرح غلاف کعبہ سے لپٹ کر زار و قطار روتا رہا کہ اچانک کعبہ معظمہ کے میزاب کی طرف سے اس پر ایک پرچہ گرا جس پر لکھا ہوا تھا کہ ہم نے تجھے جہنم سے آزاد کیا۔

وہ دیکھ کر بہت خوش ہوا اور لوگوں کو دکھاتا پھرتا تھا۔

اس پرچہ کی عجیب شان تھی کہ وہ ہر رخ سے پڑھا جا سکتا تھا جس طرف دیکھا جاتا ایک ہی عبارت ہوتی۔

اس سے لوگوں کو یقین ہوا کہ واقعی یہ پرچہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا ہوا ہے۔

درود کی برکت

بصرہ میں ایک عورت کی نوجوان بیٹی کا انتقال ہو گیا وہ حضرت حسن بصری کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: میری جوان بیٹی کا انتقال ہو گیا ہے میں چاہتی ہوں کہ اسے خواب میں دیکھوں۔

آپ اللہ کے دوست ہیں کوئی دعا مجھے سکھا دیجئے جس سے میری یہ مراد پوری ہو جائے۔

حضرت حسن بصری نے اسے ایک دُعا سکھا دی اُس عورت نے وہ دُعا پڑھی اور اپنی بیٹی کو خواب میں دیکھا تو اس کا حال یہ تھا کہ اُس نے جہنم کے تارکول کا لباس پہنا ہوا تھا اس کے ہاتھوں میں زنجیریں اور پاؤں میں بیڑیاں تھیں۔

عورت نے دوسرے دن آپ کو خواب سنایا آپ بہت مغموم ہوئے کچھ عرصے کے بعد حضرت حسن بصری نے اس لڑکی کو جنت میں دیکھا اس کے سر پر تاج تھا وہ آپ سے کہنے لگی آپ مجھے پہچانتے ہیں میں اسی خاتون کی بیٹی ہوں جو آپ کے پاس آئی تھی اور میری دلخراش حالت کے بارے میں بتایا تھا۔

آپ نے اس سے پوچھا کہ تمہاری حالت میں انقلاب کیسے آیا؟

لڑکی نے کہا: آج قبرستان کے قریب سے ایک صالح شخص گزرا اور اُس نے حضور ﷺ پر درود پاک پڑھا اس کے درود پڑھنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس قبرستان سے عذاب اٹھالیا۔

عشق کا ذرّہ

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک جگہ سے گزر رہے تھے دیکھا کہ ایک نوجوان باغ کو پانی دے رہا ہے اُس نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک ذرّہ اپنے عشق کا عطا فرمادے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اس نوجوان سے کہا کہ ایک ذرہ تو بہت زیادہ ہے تم اس کو برداشت نہیں کر سکو گے۔

وہ نوجوان کہنے لگا کہ اچھا تو پھر آدھے ذرے کا سوال کیجئے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے حق میں اللہ تعالیٰ سے عرض کی: اے اللہ! اسے آدھا ذرہ اپنے عشق کا عطا فرمادے اس کے حق میں یہ دعا کر کے آپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

کافی عرصے کے بعد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا اس بستی سے پھر گزر ہوا اور اس نوجوان کے متعلق دریافت کیا۔

لوگوں نے بتایا کہ وہ تو دیوانہ ہو گیا ہے اور پہاڑوں پر نکل گیا ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ! میری اس نوجوان سے ملاقات کرادے۔

ابھی آپ دعا مانگ کر فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ وہ ایک پہاڑ پر کھڑا آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے۔

آپ نے اسے سلام کیا مگر وہ خاموش رہا۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اُس سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: مجھے نہیں جانتے میں عیسیٰ ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی۔

اے عیسیٰ! جس کے دل میں میری محبت کا آدھا ذرہ موجود ہو وہ انسانوں کی بات کیسے سنے گا؟

مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! اگر اسے آری سے دو ٹکڑے بھی کر دیا جائے تو اسے محسوس نہ ہوگا۔

کنجوس منافق

بنی اسرائیل کی ایک بستی میں ایک منافق رہا کرتا تھا جو حد سے زیادہ کنجوس تھا لیکن اُس کی بیوی بہت سخی تھی صدقہ و خیرات کرتی رہتی۔

ایک دن اس منافق نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو نے کسی بھی شخص کو کچھ دیا تو تجھے طلاق ہے۔

اتفاق سے دوسرے دن کوئی سائل اس بستی کی طرف آنکلا اور اسی منافق کے دروازے پر کھڑا ہو کر صدا لگانے لگا کہ اللہ کے نام پر کچھ دے دو۔

عورت نے اس فقیر کو تین روٹیاں دے دیں۔

ابھی وہ تین روٹیاں لے کر واپس جا ہی رہا تھا کہ راستے میں اسے وہی کنجوس شخص مل گیا اُس نے اس فقیر سے پوچھا کہ یہ روٹیاں کہاں سے حاصل کیں؟

اُس فقیر نے بتایا کہ فلاں بستی کے فلاں گھر سے یہ روٹیاں ایک نیک عورت نے خیرات میں مجھے دی ہیں۔

وہ کنجوس منافق تیز تیز قدموں کے ساتھ واپس گھر کی طرف چل پڑا۔

گھر پہنچ کر بیوی سے کہنے لگا اُو فضول خرچ کیا میں نے تجھے قسم نہیں دی تھی کہ اگر کسی کو کچھ دیا تو تجھے طلاق ہو جائے۔

بیوی بولی اُس فقیر نے اللہ کے نام پر سوال کیا تھا لہذا میں رد نہ کر سکی۔

کنجوس منافق نے جلدی سے تندور بھڑکایا جب تندور سرخ ہو گیا تو بیوی سے کہا کہ اُٹھ اور اللہ کے نام پر تندور میں داخل ہو جا۔

عورت کھڑی ہو گئی اور اپنے زیورات لے کر تندور کی طرف چل پڑی۔

کنجوس منافق چیخا کہ زیورات تو یہیں چھوڑ جا۔

عورت نے کہا: آج اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا دن ہے اور میں اپنے رب کی بارگاہ میں سج سنور کر جاؤں گی اور جلدی سے تندور میں گھس گئی۔

اس ظالم منافق نے تندور کو بند کر دیا جب تین دن گزر گئے تو اس نے تندور کا ڈھکنا اٹھا کر اندر جھانکا مگر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ عورت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس میں صحیح سلامت بیٹھی ہوئی ہے۔

ہاتف غیبی نے آواز دی: کیا تجھے علم نہیں کہ آگ ہمارے دوستوں کو نہیں جلاتی؟

بلند مقام کا سبب

حضرت بشر حافی کہتے ہیں کہ میں خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بشر حافی! تم جانتے ہو اللہ نے تمہارے ہم عصروں میں تمہارا مقام بلند کیوں کیا؟

میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ اور اُس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس لیے کہ تم نیکوں کی خدمت کرتے ہو۔ دوستوں کو نصیحت کرتے ہو میری سنت اور اہلسنت سے محبت رکھتے ہو اور اپنے دوستوں سے حسن سلوک سے پیش آتے ہو۔

عمر ایک عمدہ جوہر

حضرت عمر بن عبید تین کاموں کے علاوہ کبھی گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے۔

۱۔ باجماعت نماز کے لیے۔

۲۔ مریضوں کی عیادت کے لیے۔

۳۔ اور جنازے میں شرکت کے لیے۔

اور وہ فرماتے ہیں میں نے لوگوں کو چور اور رہزن پایا ہے عمر ایک عمدہ جوہر ہے جس کی قیمت کا تصور نہیں کیا جا سکتا لہذا اُس سے آخرت کی تیاری کرنا چاہئے۔ اور آخرت کے طلبگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ دنیا میں ریاضت کرے تاکہ اس کا ظاہر و باطن ایک ہو جائے ظاہر و باطن پر مکمل اختیار حاصل کیے بغیر حالت کا سنبھلنا مشکل ہے۔

بیمار دل کا علاج

ایک نیک صالح شخص ایک جماعت کے پاس سے گزر رہا تھا۔ وہاں ایک معالج بیماریوں اور دوائیوں کا ذکر کر رہا تھا۔

صالح نوجوان نے اس معالج سے پوچھا:

اے جسموں کے معالج! کیا تیرے پاس دلوں کا بھی علاج ہے؟

معالج نے جواب دیا: ہاں! میرے پاس دلوں کا بھی علاج ہے بتاؤ دل میں کیا بیماری ہے؟

صالح نوجوان نے کہا کہ اسے گناہوں کی ظلمت نے سخت کر دیا ہے۔
معالج نے کہا کہ اس کا علاج صبح وشام گریہ وزاری، استغفار، رب غفور کی اطاعت میں کوشش اور اپنے گناہوں پر معذرت وندامت ہے۔ دوا تو یہ ہے شفا رب کے پاس ہے۔
وہ صالح نوجوان اتنا سنتے ہی بے حال ہو گیا اور کہنے لگا: تم واقعی ایک اچھے معالج ہو تم نے بہترین علاج بتایا ہے۔
معالج نے کہا کہ یہ اُس دل کا علاج ہے جو تائب ہو کر اپنے رب کے حضور آ گیا ہو۔

راز

بہت پرانی بات ہے ایک شخص نے ایک غلام خریدا۔ غلام نے اپنے نئے آقا سے کہا کہ
اے آقا!
میری تین شرطیں ہیں۔
آقا نے پوچھا: وہ کیا ہیں؟
غلام نے کہا کہ
۱۔ جب نماز کا وقت آجائے تو مجھے اس کے ادا کرنے سے نہ روکنا۔
۲۔ دن میں مجھ سے جو چاہو کام لو مگر رات کو نہیں۔
۳۔ مجھے ایسا کمرہ دو جس میں میرے سوا کوئی اور نہ آئے۔

نئے آقا نے اس کی تینوں شرطیں قبول کر لیں اور کہا کہ تمہیں گھر میں جو کمرہ پسند ہے وہ لے لو۔

غلام نے ایک خراب سا کمرہ پسند کر لیا۔

آقا نے کہا کہ تم نے خراب کمرہ کیوں پسند کیا؟

غلام نے جواب دیا اے آقا! یہ خراب کمرہ اللہ کے ہاں چمن ہے۔

چنانچہ وہ دن کو مالک کی خدمت کرتا اور رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جاتا۔

ایک رات اُس غلام کا آقا وہاں سے گزرا تو اُس نے دیکھا کہ کمرہ نورانی تجلیات سے روشن ہے غلام سجدہ میں ہے اور ایک نورانی قندیل اُس کے سر پر معلق ہے اور وہ آہ وزاری کرتے ہوئے کہہ رہا ہے یاالٰہی! تو نے مجھ پر میرے آقا کی خدمت واجب کر دی ہے اور مجھ پر یہ ذمہ داری نہ ہوتی تو میں صبح وشام تیری عبادت میں مشغول رہتا۔

اے اللہ! میرے عذر کو قبول فرما لے۔

وہ شخص ساری رات یہ منظر دیکھتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

قندیل بجھ گئی اور کمرے کی چھت پہلے کی طرح ہموار ہو گئی وہ واپس لوٹا اور اپنی بیوی کو سارا ماجرا سنایا۔

جب دوسری رات آئی تو وہ اپنی بیوی کو لے کر وہاں پہنچ گیا تو غلام سجدہ میں تھا اور نورانی قندیل روشن تھی وہ دونوں دروازے پر کھڑے ہو گئے اور ساری رات اسے دیکھ کر روتے رہے۔

جب صبح ہوئی تو انہوں نے غلام کو بلا کر کہا کہ ہم نے تجھے اللہ کے نام پر آزاد کیا تاکہ تم فراغت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکو۔

غلام نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا۔

اے صاحبِ رازراز ظاہر ہو گیا اب میں اس افشائے راز اور شہرت کے بعد زندگی نہیں چاہتا۔

پھر کہا: اے میرے مولیٰ! مجھے موت دے دے اور گر کر مر گیا۔

سنہری وظیفہ

حضرت سفیان ثوری کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ ایک نوجوان قدم قدم پر درود شریف کا ورد کر رہا ہے۔

سفیان ثوری کہتے ہیں کہ میں نے اس نوجوان سے پوچھا! کہ تم تسبیح و تہلیل کو چھوڑ کر صرف درود شریف ہی پڑھ رہے ہو کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟

اُس نوجوان نے پوچھا آپ کون؟

میں نے جواب دیا سفیان ثوری!

اُس نے کہا کہ اگر آپ کا شمار اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں نہ ہوتا تو میں کبھی بھی یہ راز نہ بتاتا۔

معاملہ یہ ہے کہ ایک دفعہ میں اپنے باپ کے ہمراہ حج کے ارادے سے نکلا راستہ میں ایک جگہ میرا باپ سخت بیمار ہو گیا میں نے بہت کوشش کی مگر اسے موت سے نہ بچا سکا

موت کے بعد ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر ان کا چہرہ ڈھک دیا۔

اسی غم کی کیفیت میں میری آنکھیں بوجھل ہو گئیں اور مجھے نیند آگئی میں نے خواب میں ایک حسین شخصیت کو دیکھا جس کا حسن بے مثال تھا ان کا لباس نفاست کا آئینہ دار تھا ان کے جسم اطہر سے خوشبوؤں کے جھونکے آرہے تھے۔

وہ نہایت ہی آہستگی سے تشریف لائے اور میرے باپ کے چہرے سے کپڑا اٹھا کر ہاتھ سے چہرے کی طرف اشارہ کیا تو میرے باپ کا چہرہ سفید ہو گیا۔

جب وہ واپس تشریف لے جانے لگے تو میں نے دامن تھام کر عرض کی:

اللہ تعالیٰ نے آپ کے طفیل اس غریب الوطنی میں میرے باپ کی آبرو رکھ لی آپ کون ہیں؟

انہوں نے فرمایا: کیا تم مجھے نہیں جانتے؟

میں صاحب قرآن، اللہ کا نبی محمد بن عبد اللہ ﷺ ہوں۔ تیرا باپ اگرچہ بہت گناہ گار تھا مگر مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا تھا جب اس پر مصیبت نازل ہوئی تو اس نے مجھ سے مدد طلب کی اور میں ہر اُس شخص کا جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہے فریاد رس ہوں۔

جوان نے کہا اس کے بعد میری اچانک آنکھ کھل گئی میں نے دیکھا کہ میرے باپ کا چہرہ سفید ہو چکا تھا۔

زکوٰۃ نہ دینے کا انجام

گئے دنوں کی بات ہے ایک بستی میں دو بھائی رہا کرتے تھے۔

ایک روز ان میں سے ایک بھائی کا انتقال ہو گیا لوگ تعزیت کے لیے آتے دوسرے بھائی کو صبر کی تلقین کرتے مگر بھائی تھا کہ اس کا رونے دھونے کے سوا کوئی کام ہی نہ تھا۔

ابی سنان رضی اللہ عنہ بھی اس کے پاس گئے تعزیت کی اور اسے صبر کی تلقین کی مگر وہ تھا کہ چپ ہی نہیں ہو رہا تھا۔

آپ نے اُس سے کہا کہ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ہر شخص کو آخر مر جانا ہے وہ کہنے لگا: یہ صحیح ہے مگر میں اپنے بھائی کے عذاب پر روتا ہوں۔

ہم نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں غیب سے تمہارے بھائی کے عذاب کی خبر دی ہے؟

کہنے لگا نہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ جب سب لوگوں نے میرے بھائی کو دفن کر دیا اور وہاں سے چلے گئے مگر میں قبر کے سرہانے بیٹھا رہا۔

اسی دوران میں نے قبر سے آواز سنی وہ کہہ رہا تھا آہ! وہ مجھے تنہا چھوڑ گئے اور میں قبر کے عذاب میں مبتلا ہوں۔

میری نمازیں اور روزے کہاں گئے؟

مجھ سے یہ سب کچھ برداشت نہ ہو سکا اور بھائی کی محبت میں، میں نے قبر کھودنا شروع کر دی۔

تاکہ دیکھوں کہ میرا بھائی کس حال میں ہے؟

جیسے ہی قبر کھولی تو میں نے دیکھا کہ میرے بھائی کی قبر میں آگ دہک رہی ہے اور اس کی گردن میں آگ کا طوق پڑا ہوا ہے۔

میں اپنے بھائی کی محبت میں آ کے اس آگ کے طوق کو دور کرنے کی کوشش کی اس کو ہاتھ لگاتے ہی میرا یہ ہاتھ انگلیوں سمیت جل گیا۔

ہم نے دیکھا کہ واقعی اُس کا ہاتھ بالکل سیاہ ہو چکا تھا۔

اُس نے بات چیت کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا میں نے اس قبر پر مٹی ڈالی اور واپس لوٹ آیا۔

اب آپ بتایئے کہ میں اگر نہ روؤں تو کون روئے گا؟

ہم نے پوچھا تیرے بھائی کا کوئی عمل ایسا بھی جس کے باعث اُسے یہ سزا ملی۔

اُس نے کہا کہ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا تھا۔